امام حسین و یزید

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

باہتمام:
الحاج محمد احمد قادری اویسی

ناشر

ادارہ تالیفاتِ اویسیہ

0321-6820890
0300-6830592

محکم الدین سیرانی روڈ، سیرانی مسجد بہاولپور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ اسلامی کتب کا مرکز

محکم دین سیرانی روڈ بیرون سیرانی مسجد بہاول پور

رابطہ نمبر: 0321-6820890 اور 0300-6830592

نام کتاب

﴿حسین رضی اللہ عنہ و یزید﴾

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

باھتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

اشاعت : ربیع الاوّل 1427ھ ، اپریل 2006ء

صفحات : 64

قیمت : روپے

کمپوزر : محمد سلمان رضا عطاری (0300-2809884)

ٹائٹل ڈیزائننگ : الریحان گرافکس فون موبائل: (0300-2809883)

پروف ریڈنگ : ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

فون موبائل : (0300-2218289)

﴿ناشر﴾

ادارہ تالیفات اویسیہ اسلامی کتب کا مرکز

محکم دین سیرانی روڈ بیرون سیرانی مسجد بہاول پور

رابطہ نمبر: 0321-6820890 اور 0300-6830592

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہٗ
وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین.

امابعد! قیامت قریب آگئی اس کی علامات میں ایک یہ کہ اسلاف کو گالی دی جائیں گی، گالی سے مراد تنقیص اور عیوب شماری ہے۔ اہلِ اسلام کو یقین کم آئے گا کہ ایسے بد بخت بد نصیب بھی اب ہیں جو کہتے ہیں کہ حسنین رضی اللہ عنہما ایسے ہی آل رسول ﷺ کو سیّد کہنا، ماننا صحیح نہیں کیونکہ جس روایت سے ان کا سیّد ہونا ثابت ہے ایسے تو سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لئے بھی ثابت ہے تو پھر وہ اوران کی اولاد کو سیّد نہیں کہا جاتا وغیرہ اور یہ سلسلہ خوارج ونواصب یعنی دشمنان اہلبیت نے عرصہ دراز سے چلایا ہوا ہے۔ اس قسم کے بیسیوں مسائل کھڑے کئے اور کرتے رہیں گے لیکن عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے اس لئے نہیں مانتے کہ کیا ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں جو اہلبیت کے لئے ایسا کہیں۔ یہ ان کے مطالعہ کی کمی یا پھر رد و رعایت اور مصلحت کیشی ہوگی ورنہ اس وقت قوم بے خبر نہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی پاکباز اور بلند قدر شخصیت کو باغی دوزخی، لالچی (معاذ اللہ) اور رسوائے زمانہ اور جس کے دوزخی ہونے اور فاسق وفاجر ہونے کے متعلق اہل اسلام کو ذرہ برابر شک نہ تھا یعنی یزید کو امام برحق اور قطعی جنتی ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا ہے اور وہ لوگ کوئی گوشہ نشین ٹولی نہیں بلکہ عوام میں مشہور و معروف اور دین کے بڑے ٹھیکیدار یعنی علمائے دیوبند اور ان کے ہمنوا۔ ممکن ہے میرے ان دو لفظوں پر کوئی اعتبار نہ کرے، ان کی تحریریں ملاحظہ ہوں اور چند مولویوں کے نام سن لیں۔

(۱) مفتی محمد شفیع دیوبندی۔ (۲) ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی۔ (۳) مولوی

شمس الحق افغانی۔ (۴) مولوی بشیر احمد پسروری۔ (۵) مولوی عبدالستار تونسوی وغیرہ وغیرہ عبارات حاضر ہیں تا کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

۱)......مولوی سیّد انوار الحق سہیل شاہ خطیب جامع مسجد و مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ لائلپور۔

یہ خارجی مولوی لکھتا ہے کہ میں سیّدنا یزید کی روح کو سلام بھیجتا ہوں جو کہ امیر المؤمنین ہے۔

۲)......مولوی ابو الوحید غلام محمد مولوی فاضل و فاضل دیوبند راجن پور ڈیرہ غازیخان لکھتا ہے کہ حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر مجاہد اسلام ہیں اور میرا ایمان ہے کہ وہ ضروری جنتی ہیں اور مجھے اپنے والد کے متعلق تو اتنا یقین نہیں کہ وہ ضرور جنتی ہیں لیکن حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں ورنہ حدیث کا انکار کرنا پڑے گا۔

(کتاب رشید ابن رشید، صفحہ ۳۳۱۔۳۳۲)

۳)......مولوی غلام مرشد سابق خطیب شاہی مسجد لاہور نے لکھا ہے کہ

جو الزامات امیر المؤمنین یزید پر لگائے جاتے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی صحبت بابرکت میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے صحابہ کرام نے یزید کی بیعت کر کے اپنا امام تسلیم کر لیا۔ لہٰذا یزید کی صداقت کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

(کتاب رشید ابن رشید، صفحہ ۳۳۲)

۴)......مولوی ظہیر الدین چک نمبر ۳۱۵ گ ب ضلع لائل پور نے ابو یزید کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے کہ:

محترمی بٹ صاحب

آپ نے یزید کے متعلق دریافت کیا ہے کہ وہ کیسے شخص تھے اور ان کے بارے میں

ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حسین ﷺ کے متعلق یزید کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی اس کو علم تھا۔ بیشک یزید خلیفہ برحق تھے۔ (کتاب رشید ابن رشید، صفحہ ۳۳۹)

۵)...... مولوی مفتی بشیر احمد خطیب جامع مسجد پسرور ضلع سیالکوٹ نے تحریر کیا ہے کہ

شیعہ مذہب میں فاسق اور ظالم کی بیعت بدترین گناہ ہے اور یزید فاسق و کافر تھا تو سیّد نا زین العابدین نے یزید کی بیعت کیوں کی۔ (کتاب رشید ابن رشید، صفحہ ۳۴۲)

۶)...... مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاری مہتمم مرکزی تنظیم اہلسنّت بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، نے لکھا ہے کہ محترم المقام۔ وعلیکم السلام

یاد فرمایا، شکریہ! جواباً عرض ہے کہ یزید ﷺ کے مسلمان ہونے پر تو تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے جو لوگ اس زمانے میں یزید کو کافر کہتے ہیں ان کا اپنا ایمان مشتبہ ہے البتہ اس کے فسق و فجور میں اختلاف ہے بعض اکابرین امت نے اس کے فسق و فجور کو تسلیم کیا ہے اس فسق و فجور کی مہم میں زیادہ تر اعدائے دین کا ہاتھ کام کرتا ہے فرض محال اگر فاسق تسلیم بھی کرلیا جائے تو آج کل کے فاسق کہنے والوں سے تو زیادہ فاسق قطعاً نہیں ہوگا۔

(کتاب رشید ابن رشید، صفحہ ۲۶۴)

پھر ڈھیٹ ایسے کہ انہیں ایسی حرکت کے متعلق پوچھا جائے تو کہیں گے توبہ، توبہ، ہم تو ایسے نہیں ہیں اگر موقع مل جائے تو پھر امام حسین ﷺ کو حسب دستور اسی طرح اور یزید کو امام برحق کہتے نہیں تھکیں گے۔ فقیر نے ان کے استدلال حدیث قسطنطنیہ کی قلعی کھولی۔ اس کا نام رکھا ''شرح حدیث قسطنطنیہ''۔ چونکہ وہ ''انوار لاثانی'' کی نذر کر چکا ہوں۔ حضرت علامہ ابوالضیاء غلام نبی صاحب جماعتی مدظلہ کے حکم پر محرم شریف کی مناسبت سے مختصر مضمون ''شہادت حسین اور بغاوت یزید'' کے نام ''ترجمانِ لاثانی علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کی نذر ہے''۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف (اویسی غفرلہ بہاولپور یوم الجمعہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سرمایہ اسلام اور مایہ جان وایمان ہیں ان کا ذکر خیر ہماری نجات اخروی وسعادت ابدی کا موجب ہے۔ فقیر نے سینکڑوں کتب ورسائل لکھے اور زندگی نے وفا کی تو اور بھی لکھے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن یہ لحات جو ذکر حسین رضی اللہ عنہ میں گزر رہے ہیں کچھ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ۔

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

درمیان امت آن کیوان جناب	ہمچو حرف قل ھو اللہ در کتاب
سرّ ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام بود	یعنی آن اجمال را تفصیل بود
رمز قرآن از حسین اموختیم	ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم

☆☆☆☆☆

بشارت ولادت امام حسین رضی اللہ عنہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن ام الفضل بنت حارث، رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میں نے رات بڑا عجیب اور بھیانک خواب دیکھا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا بیان کرو! خاتون نے عرض کیا، ''وہ خواب اس قدر ڈراؤنا اور خطرناک ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔ رحمت عالم ﷺ نے تسلّی دیتے ہوئے فرمایا۔کوئی مضائقہ نہیں، تم اپنا خواب ضرور بیان کرو، عرض کی، میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا۔'' شاہِ موجودات ﷺ نے فرمایا! اس میں اس قدر گھبراہٹ کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو بڑا مبارک خواب ہے۔اللہ تعالیٰ میری نورِنظر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو بیٹا عطا فرمائے گا جسے تم گود میں اُٹھاؤ گی۔''

(مستدرک حاکم صفحہ ۱۷۶)

ولادت باسعادت

سرورِ کونین ﷺ کی زبان مبارک سے یہ تعبیر سن کر ام الفضل مسرور و مطمئن ہو کر چلی گئیں اور بات آئی گئی ہوگئی۔ زمانہ گزرتا گیا یہاں تک کہ ۴ھ کے شعبان کا چاند نمودار ہوا اور جب شعبان کی چار تاریخ آئی تو ام الفضل کا خواب پورا ہوگیا اور مخبرِ صادق ﷺ کی بتائی ہوئی تعبیر کی صداقت آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہوئی۔ حضور ﷺ تو مولود کی خبر پا کر سیّدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور ایک پُرمسرّت آواز میں ارشاد فرمایا ''میرے بیٹے میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے پاس لاؤ۔ جگر گوشہ رسول ﷺ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر دستِ نبی ﷺ میں دے دیا گیا۔ سیّد العرب العجم ﷺ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور پھر نہایت پیار سے اپنی آغوش نبوت میں

لے لیا۔ اس کے بعد ہادی کائنات ﷺ نے حکم دیا۔ میرے لاڈلے کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرو اور عقیقہ کردو۔ چنانچہ ساتویں روز یہ سنت ادا کردی۔

(مستدرک حاکم، ج ۳، صفحہ ۱۶۷)

نام ......

ایک روایت ہے کہ حضرت علی ؓ نے ''حرب'' نام رکھا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ میرے بیٹے کا نام ''حسین'' رکھا جائے۔ (اسد الغابہ، ج ۲، صفحہ ۱۸)

پرورش ......

جب چشم رسول کا یہ نور ''حسین'' ظاہر ہوا تو امام حسن ؓ ابھی مدت رضاعت میں تھے۔ سیّد البشر ﷺ نے اپنی چچی ام الفضل سے ارشاد فرمایا، میرے بچے کو آپ دودھ پلایا کریں۔ اس طرح جنت کے نوجوانوں کے سردار نے فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہا و ﷺ) کا دودھ پینے کی بجائے، ام الفضل بنت حارث کا دودھ پیا اور ان کی گود میں چلا گیا۔ اور پھر ام الفضل کی حضرت حسین ؓ سے اولاد سے بڑھی ہوئی محبت کے پیش نظر شافع محشر ﷺ نے ان کی پرورش بھی ام الفضل کے سپرد کردی۔

تعلیم وتربیت ......

یہ فخر حسن وحسین اور زید وعلی (علیہم الرضوان) کے علاوہ اس روئے زمین پر کسی اور کو حاصل نہیں ہوا کہ ان نفوس قدسی کی اصلاح وتربیت خود معلم کائنات ﷺ نے فرمائی۔ آداب نماز آپ نے اسی عمر میں رہنمائے ہدایت ﷺ سے سیکھ لئے تھے۔

بچپن حسین ؓ کا ......

حسنین کریمین ؓ ابھی بچے ہی تھے کہ ایک دن مسجد نبوی میں جا پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ

ایک بوڑھا بدوی وضو کر رہا ہے مگر ٹھیک نہیں کر رہا، ہر دو صاحبزادگان نے سوچا کہ اس بوڑھے کو ٹوکے بغیر کس طرح وضو صحیح کرایا جائے۔ اچانک حضرت امام حسین ﷺ نے بڑے بھائی کو کہا کہ بھائی جان میں وضو کرتا ہوں آپ دیکھیں اگر کوئی غلطی ہو تو بتا دیں۔ ان الفاظ پر بوڑھا بدوی بھی چونکا اور حضرت امام حسین ﷺ کو وضو کرتے دیکھنے لگا۔ چنانچہ امام عالی مقام ﷺ وضو کرتے رہے اور حضرت حسن ﷺ اور بوڑھا بدوی دیکھتے رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بوڑھے نے اپنی غلطی سمجھ لی اور وضو صحیح کرنا سیکھ لیا۔

فقہ امام حسین ﷺ......

آپ نے دینی و فقہی مسائل بچپن میں سمجھ لئے تھے۔ ابو جوزاء نے عرض کی کہ اپنے جد مکرم ﷺ کا کوئی واقعہ سنایئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ،

ایک روز میں رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت کچھ کھجوریں آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھیں، ان میں سے ایک دانہ اُٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لیا۔ اور یکا یک جمال نبوت اور جلال رسالت (ﷺ) ایک جا ہو گئے اور مجھے تنبیہ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، ''بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ صدقہ خوری آلِ محمد (ﷺ) پر حرام، ہدایہ جائز اور حلال ہے۔'' اس نصیحت کے ساتھ ہی آقائے دو جہاں ﷺ نے انگلی ڈال کر میرے منہ سے وہ کھجور نکال دی۔ یہ روایت صحابہ کی ہے اور امام بخاری نے بھی اسے نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں ''صح صح''، پیغمبر کے اہل بیت زکوٰۃ نہیں کھایا کرتے۔ (بخاری، ج ۲، صفحہ ۱۲۹)

علوی و فاطمی تربیت ﷺ......

وصال رسول ﷺ کے بعد خیال فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا تربیت حسین ﷺ کی آرائش و زیبائش میں محو ہو گیا۔ نیک مائیں اپنے بچوں کی تربیت کر کے ان کو قوم کے مقدر کا ستارہ

بنا دیتی ہیں، چنانچہ حضرت فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہا و ﷺ) نے آپ کی تربیت فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھنا پڑھنا، سواری، شمشیر زنی، نیزہ بازی اور دوسرے فنونِ جنگ سکھائے۔ اس کے بعد مدینۃ النبی ﷺ نے جو علوم وفنون کا مرکز تھا وہاں جید اصحابِ رسول ﷺ نیک وصالح اور روح پرور ماحول میں سرچشمہ، علم وفضل سے کسبِ فیض کیا۔ یہاں تک کہ نبیرہ رسول ﷺ سیرت واخلاق کا معمار بن گیا اور میدان کربلا میں قصر شجاعت کی پہلی اینٹ رکھی اور پوری اُمت کو اس کی تعمیر میں مصروف کر کے اپنے محبوب نانا ﷺ کے پاس چلے گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں

حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا:

حسین منی وانا من حسین احب اللّٰہ من یحب الحسین حسین سبط من الاسباط .

(بخاری وترمذی)

یعنی، حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے جو حسین کو محبوب رکھتا ہے۔ حسین گروہ اسباط میں سے ایک سبط ہے۔

ابراہیم حسین رضی اللہ عنہ پر قربان......

ایک دن حضور انور ﷺ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے، کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا، خداوند تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یک جانہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بُلا لے گا۔ اب ان دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اگر حسین (رضی اللہ عنہ) رخصت ہو جائیں تو ان کے فراق میں فاطمہ، علی (رضی اللہ عنہ) اور میری جان سوزی ہوگی اور اگر ابراہیم (رضی اللہ عنہ) وفات پا جائیں زیادہ الم میری جان پر ہی ٹوٹے گا اس

لئے مجھے اپنا غم ہی پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیمؓ وفات پا گئے۔

جب بھی حضرت حسینؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور اکرم ﷺ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے۔ اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم (ؓ) کو قربان کر دیا۔

نکتہ......

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرّ الشہادتین میں لکھا ہے۔ یہ ہے کہ شہادت دراصل فضائل وکمالات کے سلسلے میں ایک اہم حقیقت ہے اور ''نبوت کبریٰ'' جو تمام فضائل وکمالات کی آخری حد ہے، ضرور تھا کہ اس میں یہ کمال بھی شریک ہو لیکن منصب نبوت کی شان عالی میں اس سے اختلال کا اندیشہ تھا۔ اسی لئے قدرت نے اس کمال کو بجائے باپ کے بیٹے کی طرف منتقل کر دیا، شاہ صاحب نے صحیح حدیثوں سے امام حسینؓ کا فقط نواسہ ہونا نہیں، بلکہ ابن بیٹا ہونا ثابت کیا ہے اور عقلی طور پر اپنے اس دعویٰ کو اس سے مدلل کیا ہے کہ حضرت امام حسینؓ اپنے جسم کے دوسرے نصف حصہ میں آنحضرت ﷺ سے خلقۃً بہت زیادہ مشابہ تھے۔

پس جو کمال بیٹے کو ملا وہ باپ ہی کو ملا۔ کیونکہ گو انجیل میں ہے کہ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب بیٹے کا ہے لیکن حضور ﷺ کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بیٹے کا ہے سب باپ کا ہے اور اس بنیاد پر شاہ صاحب کا یہ قول بالکل درست ہے کہ جو فضیلت امام حسن وحسینؓ کو حاصل ہوئی وہ دراصل سرور کائنات ﷺ کے فضائل میں داخل سمجھی جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظروں میں سیدنا صدیق اکبر اور امام حسینؓ حضرت صدیق اکبرؓ نے منصب خلافت سنبھالا تو ان کے عہد میں سیّدنا حسینؓ کی عمر سات آٹھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت ابوبکر نبیرہ رسول ﷺ کے بڑے قدردان تھے۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا بہت احترام وتعظیم کرتے تھے یہی کیفیت حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی تھی۔ سیّدنا عمر وامام حسین رضی اللہ عنہ کی بیشمار محبت وپیار کی داستانیں ہیں جنہیں فقیر آگے تفصیل سے عرض کرے گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا دورِ عثمانی میں دورِ جوانی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ پورے جوان ہو چکے تھے چنانچہ سب سے اوّل اسی عہد میں میدانِ جہاد میں قدم رکھا۔ (ابن اثیر اور طبری) ۳۰ھ میں طبرستان کے معرکہ میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ ابن خلدون لکھتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس لشکر میں شامل تھے جس نے مصر کو فتح کرنے کے بعد افریقہ سے ہوتے ہوئے مغرب تک پیش قدمی کی تھی۔

فتنہ کے زمانہ میں جب باغی حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کاشانہ عثمانی کی حفاظت کر رہے تھے یہی وجہ ہے کہ باغیوں کو سامنے سے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ انہوں نے پچھلی طرف سے چھپ کر حملہ کیا۔

ابن عمر اور امام حسین رضی اللہ عنہ......

ایک روز ابن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سامنے سے آرہے ہیں ان کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس زمانہ میں اہل آسمان کے نزدیک سارے اہل زمین سے زیادہ محبوب ہیں۔

دورِ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ......

جب خلافت سپرد کر دی گئی تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھی برادر بزرگ کے فیصلے کے سامنے

سر خم کرنا پڑا۔ آپ اس زمانے کی لڑائیوں میں برابر شریک ہوئے۔ چنانچہ ۴۹ھ میں قسطنطنیہ کی مشہور مہم میں مجاہدانہ شرکت کی تھی۔ مشہور عیسائی مورخ گبن اپنی کتاب ''زوال روما'' میں اس مہم میں آپ کی شرکت اور آپ کے شجاعانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ حسن کے برادر خورد حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی شجاعت بسالت سے بطور ورثہ حصہ پایا ہے چنانچہ قسطنطنیہ میں عیسائیوں کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے امتیازی کارنامے انجام دیئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہلبیت کے واقعات نیاز مندانہ فقیر کی کتاب ''الرفاھیہ فی الناہیہ عن ذمہ معاویہ'' میں پڑھے۔

فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ

بیشمار فضائل میں سے چند فضائل ملاحظہ ہو:

۱)...... حضرت خذیفۃ الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک دن حضور ﷺ کو مسرور دیکھا اور وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

وکیف لااسر وقد اتانی جبرئیل فبشر نی ان حسنا و حسینا سید الشباب اھل الجنه وابو ھما افضل منھما. (کنز العمال، ج۷، صفحہ۱۰۸)

کیسے مسرور نہ ہوں جب کہ جبرائیل امین (علیہ السلام) میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بلاشبہ حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی افضل ہے۔

۲)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

الا ترضین ان تکونی سیدۃ النساء اھل الجنۃ وابنیک سید الشباب اھل الجنۃ.

(البدایہ والنہایہ، صفحہ ۱۱۔۳۵)

یعنی، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے بیٹے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں۔

۳)...... حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

الحسن والحسین سیّد الشباب اهل الجنة. (البدایہ والنہایہ، صفحہ ۱۱۔۳۵)

یعنی، حسن وحسین رضی اللہ عنہما دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

۴)...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من سرهٗ ان ینظر الی رجل من اهل الجنة وفی لفظ الی سیّد شباب اهل الجنة فلینظر الی الحسین بن علی. (ابن حبان، ابو یعلیٰ، ابن عساکر، نور الابصار صفحہ ۱۳۹)

یعنی، جس کے لئے باعث مسرت ہو کہ وہ کسی جنتی مرد کو دیکھے (اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے) تو اس کو چاہیے کہ وہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کو دیکھے۔

۵)...... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرور عالم ﷺ کو دیکھا کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو لئے ہوئے فرما رہے تھے:

هذان ابنای وابنا بنتی اللّٰهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما. (ترمذی شریف)

''یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ان کو بھی محبوب رکھ جو ان کو محبوب رکھے۔

فائدہ:...... یہ احادیث مبارکہ آیت ذیل کی مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودّة فی القربیٰ. (شوریٰ)

ترجمہ: فرما دیجئے اے لوگو! میں تم سے اس (ہدایت وتبلیغ) کے بدلے کچھ اُجرت وغیرہ نہیں مانگتا، سوائے قرابت کی محبت کے۔ چنانچہ روایت اس کی مؤید ہے۔

۶)......حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لااسئلکم علیه اَجراً الاالمودة فی القربیٰ ان تحفظو فی اهل بیتی وتودوهم بی .

(درمنثور)

یعنی، لوگو میں تم سے اس ہدایت وتبلیغ کے بدلے کچھ اُجرت نہیں مانگتا۔ سوائے قرابت کی محبت کے اور یہ کہ تم میری حفاظت کرو۔ میرے اہل بیت کے معاملے میں اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو۔

فائدہ:......ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جس کا ایمان تابناک ہے وہ اہلبیت اور سادات سے محبت کرتا ہے جس کا دل تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے وہ ان سے بغض اور نفرت کرتا ہے۔

۷)......حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حسنین کریمین (ﷺ) کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

من احبنی واحب هٰذین واباهماوامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة.

یعنی، ''جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں (حسن وحسین) اور ان کے باپ (علی ﷺ) اور ان کی ماں (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو محبوب رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔''

۸)......حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضهما فقد البغضی.

(ابن ماجہ صفحہ ۶۴ مستدرک حاکم، جلد ۳، صفحہ ۱۶۶)

یعنی، جس نے حسن وحسین (ﷺ) کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

۹)......حضرت سلمان فارسی ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حسن وحسین

(ﷺ) دونوں میرے بیٹے ہیں۔

"من احبهما احبنی ومن احبنی احبه الله ومن احبه الله ادخله الجنة ومن البغضهما البغضی ومن البغضی البغضه ومن البغضه الله ادخله النار".

(مستدرک حاکم، جلد ۳ صفحہ ۱۶۶)

یعنی، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو دوزخ میں داخل کیا۔

۱۰)...... حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہٖ لایبغضنا اهل البیت احدالا ادخله النّار.

(زرقانی علی المواہب، صفحہ ۲۰ الصواعق صفحہ ۱۷۲)

یعنی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس کسی نے بھی ہمارے اہلبیت سے بغض رکھا۔ اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔

۱۱)...... حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور سیّد العالمین ﷺ ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ایک کندھے پر حسن اور دوسرے کندھے پر حسین تھے۔ آپ کبھی حسن (ﷺ) کو چومتے اور کبھی حسین (ﷺ) کو۔ ایک شخص نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ،

آانک لتحبهما؟ فقال من احبهما فقد احبّنی ومن البغضهما فقد ابغضی.

(البدایہ والنہایہ، جلد ۸ صفحہ ۳۵)

یعنی، آپ ان دونوں کو محبوب رکھتے ہیں؟ فرمایا، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

۱۲)......حضرت براء ﷺ فرماتے ہیں:

ان رسول الله ﷺ حسنا وحسینا فقال اللّٰهم انی احبهما فاحبهما . (ترمذی شریف)

کہ حضور ﷺ نے حسن اور حسین ﷺ کو دیکھا تو کہا۔ اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو محبوب رکھ۔

۱۳)......حضرت سعد بن مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حسن وحسین ﷺ آپ کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے۔

فقلت یا رسول الله ﷺ اتحبهما؟ فقال ومالی لااحبهما وانهما ریحانتای من الله . (کنزالعمال، صفحہ ۱۱۰)

یعنی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جب کہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

۱۴)......حضرت زید بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیّدہ فاطمہ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت حسین ﷺ کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا۔ بیٹی! اس کو رونے نہ دیا کرو۔ **الم تعلمی ان بکاءه یوذینی .** (تشریف البشر صفحہ ۲۵، نورالابصار صفحہ ۱۱۲)

یعنی، کیا تمہیں معلوم نہیں اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

۱۵)......حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں:

رؤیت رسول الله ﷺ یمتص لعاب الحسین کما یمتص الرجل التمر .

(نورالابصار صفحہ ۱۳۹)

یعنی، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حسین کے منہ کے لعاب کو اس طرح چوستے تھے جس طرح کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

فائدہ:......امام حسین ﷺ نے حضور نبی پاک ﷺ کی زندگی اقدس میں اس طرح صاحبزادگی

سے بسر فرمائی اور یہ عرصہ سات سال کا ہے۔ کیونکہ جب حضور سرور عالم ﷺ کا وصال ہوا۔ اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر بقول بعض مؤرخین سات سال تھی اور یہ سعادت ایسی ہے کہ جسے صحبت رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت معلوم ہے اور بزرگی وفضیلت لیکن یزید خبیث کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لانا سفاہت وحماقت ہے۔

۱۶)...... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی، میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟

فکشفه فاذاهو حسن وحسين على وركيه فقال هذان ابناى وابنا ابنتى اللّٰهم انى احبهما فاحبهما واحب من يحبهما. (کنز العمال صفحہ ۱۰)

یعنی، پس آپ نے کپڑا اٹھایا تو وہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما تھے۔ فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان کو محبوب رکھے اس کو بھی محبوب رکھ۔

۱۷)...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے:

فجاء الحسن والحسين فجعلا يتو ثبان علىٰ ظهره اذا سجد فارادالناس زجرهما فلما سلم قال للناس هذان ابناى من احبهما فقد احبنى.

(البدایہ والنہایہ، جلد ۸ صفحہ ۳۵)

یعنی، تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما آئے جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو وہ دونوں آپ کی پشت انور پر سوار ہو گئے۔ لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں، جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا، اس نے مجھے محبوب رکھا۔

۱۸)...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

دخلت علیٰ رسول اللہ وھو حامل الحسن والحسین علیٰ ظھرہ وھو یمشی بھما علیٰ اربع فقلت نعم الجمل جملکما؟ فقال ونعم الراکبان ھما. (کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۱۰۸۔ البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۳۶)

یعنی، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی بہت اچھے ہیں۔

کسی شاعر نے اسے یوں ادا فرمایا ؎

بہر آں شہزادہ خیر الملل ☆☆ دوش ختم المرسلین نعم الجمل

۱۹)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

ای اھل بیتک احب الیک؟ قال الحسن والحسین! وکان یقول بفاطمہ ارعی ابنی فیشمھما وبغمھما الیہ. (ترمذی شریف ومشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۱)

یعنی، آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا، حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) اور آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے، میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینے سے چمٹا لیتے۔

پھول کی طرح سے سونگھتے تھے ان کو مصطفیٰ ؎
جب کبھی ہوتے تھے نانا سے بہم حضرت حسین

۲۰)...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ان رسول اللہ ﷺ قال لعلی و فاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حادلھم وسلم لمن سالمھم. (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۹۔ البدایہ والنہایہ)

یعنی، علی وفاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق فرمایا کہ جوان سے لڑے میں

اس سے لڑنے والا ہوں۔اور جو ان سے صلح رکھے میں ان سے صلح رکھنے والا ہوں۔

فائدہ :......ان تمام احادیث صحیحہ سے وجوب محبت اہل بیت اور تحریم بغض وعداوت صراحۃً ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام علیہم الرضوان اہل بیت نبوت کی بہت زیادہ تعظیم وتوقیر کرتے اور ان سے الفت ومحبت رکھتے۔

۲۱)......حضرت حذیفہ ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز حضور ﷺ کے پیچھے پڑھی۔آپ نے میرے چلنے کی آواز سنی تو فرمایا کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ !فرمایا:

ماحاجتک غفر اللہ لک ولامک ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ ان یسلم علی ویبشر نی بان فاطمۃ سیّدۃ نساء اھل الجنۃ وان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ . (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ۵۷۱)

یعنی، تجھے کیا حاجت ہے اللہ تجھ کو اور تیری والدہ کو بخشے (پھر) فرمایا، یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔اس نے اپنے ربّ ﷻ سے مجھے سلام کرنے اور مجھے بشارت دینے کے لئے اجازت مانگی ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن اور حسین (﷠) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

۲۲)......حضرت یعلٰی بن مرّہ ﷛ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

حسین منّی وانا من حسین احب اللّٰہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط . (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ۵۷۱)

یعنی، حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔جو حسین سے محبت کرے اللہ تعالٰی کا محبوب ہوگا۔حسین اسباط میں سے ایک سبط ہے۔یعنی، جیسے اولاد یعقوب ﷤ بکثرت ہے ایسے ہی امام حسین ﷛ کی اولاد بکثرت ہوگی۔یہ معجزہ غیب سے متعلق ہے کہ آج دنیا بھر

میں حسینی سادات کی کثرت ہے بہ نسبت حسنی سادات کے۔

۲۳)...... عن ابی هریرة ﷺ قال ابصرت عینا ی هاتان وسمعت رأی رسول الله ﷺ وهو اخذ بكفی حسین وقد ماه علیٰ قدم رسول الله ﷺ وهو یقول ترق ترق قال نرقی الغلام حتیٰ وضع قدمیه علیٰ صدر رسول الله ﷺ قال افتح فاک ثم تفل ثم قبله ثم قال اللهم احبهُ فانی احبُه. (الاصابہ لابن حجر رحمہ اللہ)

یعنی، ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں، میری ان آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سُنا کہ حضور ﷺ حضرت حسین ﷺ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور حسین ﷺ کے پاؤں حضور ﷺ کے پاؤں پر رکھے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے اے ننھے قدموں والے چڑھ آ چڑھ آ۔ چنانچہ حسین ﷺ جسم اطہر پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور ﷺ کے سینہ پر رکھ دیئے، پس حضور ﷺ نے فرمایا منہ کھول، پھر آپ ﷺ نے لعاب دہن ڈالا اور منہ چوم لیا۔ پھر کہا اے اللہ! اسے محبوب رکھ، کیونکہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں۔

فائدہ :...... جس کی تربیت سرور عالم ﷺ کی گود مبارک میں ہو، جس کے منہ میں مصطفٰے کریم ﷺ کا لعاب دہن ہو اس کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

۲۴)...... ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے فرمایا، وہ شوخ لڑکا کہاں ہے؟ یعنی، سیّدنا حسین ﷺ! سیّدنا حسین ﷺ آئے اور آپ کی گود میں گر پڑے اور آپ کی داڑھی مبارک میں انگلیاں ڈالنے لگے۔ آپ ﷺ نے حسین ﷺ کے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا، یا اللہ میں حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اس سے بھی جو حسین ﷺ سے محبت کرے۔

فائدہ :...... کیسی شان ہے حضرت حسین ﷺ کی کہ محبوب خدا (ﷺ و ﷺ) کی گود میں لیٹے اور کاندھوں پر سوار ہوئے، لعاب دہن نوش فرمایا۔ طرح طرح کی نبوت نوازشوں سے

نوازے گئے، سات سال مسلسل حبیب کبریا ﷺ کی نگاہوں سے نوازے گئے، کیونکہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ کا وصال ہوا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک سات سال تھی اسی لئے ہم اہلسنّت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما دونوں شہزادوں کو صحابی مانتے ہیں لیکن قسمت کے مارے خوارج زمانہ ان کی نہ صرف صحابیت کے منکر بلکہ اکثر کمالات کو مانتے ہی نہیں۔ تفصیل آتی ہے، مزید فضائل کے لئے فقیر کی کتاب ''ذکر اہلبیت کرام'' کا مطالعہ کیجئے۔

حسین رضی اللہ عنہ کی عبادت وریاضت

ان گوناں گوں صفات کی حامل یہ ہستی عبادت وریاضت میں بھی ایک مثالی ہستی تھی چنانچہ آپ کے دن رات درس وتدریس میں گزرتے تھے اور نماز کے وضو کی تجدید فرماتے اور رکوع وسجود کی حالت میں پوری پوری رات گزر جاتی اور چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ جب لوگوں نے اس کیفیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''جو شخص دنیا میں خدا سے ڈرتا ہے وہ قیامت کے روز مامون رہتا ہے۔''

علم وفضل ......

''استیعاب'' و ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے کہ علمائے تاریخ وسیر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے علم وفضل کے بارے میں متفق الرائے ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ بھی بعض مسائل میں آپ کی علمی صلاحیتوں سے استفادہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خود بھی ایک بلند پایہ عالم اور فقیہ تھے، اسیر کی رہائی کے سلسلہ میں مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آپ کے پاس گئے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، قیدی کی رہائی کا ذمہ دار کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جن لوگوں کی کفالت میں لڑتے ہوئے وہ گرفتار ہوا ان کا فرض ہے کہ وہ اسے آزاد کرائیں۔''

خوردسال بچہ کا وظیفہ﴾......

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہی کے استفسار کے جواب میں آپ نے بچہ کے وظیفہ کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ بطن مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آزاد ہے وہ وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔

﴿فرمودات وارشادات﴾

افسوس کہ عقیدت مندانِ حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کے اس پہلو کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔ ان کے بیانوں میں شجاعت و بہادری کے واقعات ملتے ہیں لیکن یہ نہیں بیان کیا جاتا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے معلم اخلاق بھی تھے، ایک طرف تو آپ میدان کارزار میں تلواروں کے سائے میں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ جب حق و باطل میں ٹکراؤ اور مقابلے کا مرحلہ درپیش ہو تو حق کی حمایت اور مدافعت اور باطل کی ہزیمت و سرکوبی کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے مال و اسباب کے علاوہ اس پر اپنی اولاد بھی قربان کر دو۔ مگر باطل کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرو لیکن دوسری طرف آپ کی یہ حالت ہے کہ جب گوشہ عافیت میں بیٹھتے ہیں تو اسلامی معاشرے کی فلاح و بہبود کے طریق کار پر غور کرتے نظر آتے ہیں اس سلسلے میں ان کے بلند پایہ خطبات شاہد ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

میدانِ کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ پورے اطمینان سے اتر کر لشکر یزید کا جائزہ لے رہے تھے کہ لشکر یزید سے آواز آئی۔ حسین دیر کیوں کر رہے ہو، کیا یزید کی بیعت کے متعلق سوچ رہے ہو؟ عمرو بن سعد کی اس بدزبانی سے حیدری خون جوش میں آ گیا اور گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تنہا لشکرِ اعداء کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

فرمایا! اے باطل پرستو اور دین کے دشمنو! سنو اور غور سے سنو کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو

وہ کون ہے اور جس کے خون کے پیاسے ہو، اس کی شان کیا ہے، میرے حسب نسب کو یاد کرو۔ میں اس رسول کا نواسہ ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو، میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو تمہارا خلیفہ اور امام تھا، اور میں اس ماں کا فرزند ہوں جس کی فرشتوں کو شرم تھی۔ میرا خاندان، خاندان نبوت ہے، میرا گھرانہ نورانی اور پاک ہے۔ آیت تطہیر ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔ امام الانبیاءﷺ کے دوش پر سوار ہونے والا حسین ہوں۔ میں محبوب خدا کی زلفوں سے کھیلنے والا حسین ہوں۔ میرا کوئی قصور ہے تو بتاؤ، میرا کوئی جرم ہے تو ثابت کرو اور میرا کوئی گناہ ہے تو آواز دو اور میں خود نہیں آیا تمہارے بلانے پر آیا ہوں، تمہارے سینکڑوں خط میرے پاس موجود ہیں اور پھر آپ نے ایک ایک کا نام لے کر مخاطب کیا اور فرمایا کہ دنیا کے لالچ میں آ کر اور یزید کے غیر اسلامی دربار سے انعام و کرام پانے کے طمع میں عزت پیغمبر کو ہلاک کرنے کا ارادہ اب بھی چھوڑ دو اور اپنی عاقبت کو سنوارو۔ میرا خدا تمہیں ضرور معاف کر دے گا۔

ہاں تمہاری نظر میں اگر میرا قصور ہے تو وہ یہ کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا اور ایک فاسق و فاجر کے آگے سر نہیں جھکاتا تو سن لو، میں اپنا سب کچھ قربان کر دوں گا، بھوک اور پیاس برداشت کر لوں گا، اکبر اور اصغر کو ہنس کے نثار کر دوں گا اور خود بھی نیزے پر چڑھ جاؤں گا مگر فاطمہ کے لال سے یہ توقع نہ رکھو کہ وہ بھوک اور پیاس، خوف وہراس اور قتل اولاد کے ڈر سے یزید کی بیعت کر لے گا۔

شعر و شاعری......

حضرت امام حسینؓ نے شاعری کو فن کی حیثیت سے کبھی اختیار نہیں فرمایا اور نہ کسی اپنے کلام کو جمع کرنے کا التزام کیا لیکن فطرت کی طرف سے طبع موزوں، عقل سلیم اور ذہن رسا لے کر آئے تھے اور شدت احساس کی دولت سے مالا مال تھے اس لئے بسا اوقات

حالات وواقعات اور قدرتی مناظر سے متاثر ہو کر آپ پر شاعرانہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور اس حالت میں زبان پر بے ساختہ موزوں کلام جاری ہو جاتا ہے اور یہ کلام انتہائی پاکیزہ اور فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے بلند پایہ ہوتا تھا۔ بطور نمونہ یہاں صرف دو شعر نقل کیے جاتے ہیں ۔

اذا ما عضک الدھر ہ تمل الیٰ خلق

ولا تسل سوا اللّٰہ تعالیٰ قاسم الرزق

یعنی، دنیا کی طرف سے جب تمہیں تکلیف پہنچائی جائے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے جو روزی رساں ہے اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرو۔

فلو عشت وطوفت من الغوب الی الشرق

لما ما رفت من یقدر وان یسعد اویشفی

یعنی، اگر تمہیں زندگی بھی مل جائے اور مشرق سے لے کر مغرب تک بھی ہو آ ؤ تب بھی تمہیں کوئی ایسا نہیں ملے گا جو خوش بخت یا بد بخت بنانے کی قدرت رکھتا ہے۔

سخی امام حسین رضی اللہ عنہ ......

۱)......حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نہایت سخی اور لوگوں کی امداد میں اپنی جان ومال پیش کرنے والے تھے ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے لئے کسی کی حاجت پوری کرنا میں اپنے ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہوں۔

۲)......ابن عساکر لکھتے ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ خدا کی راہ میں کثرت سے خیرات کرتے تھے کوئی سائل بھی آپ کے دروازہ سے ناکام نہ واپس لوٹتا تھا۔ ایک دفعہ ایک سائل مدینے کی گلیوں میں پھرتا پھراتا در دولت پر پہنچا اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کی۔ باہر نکلے، سائل پر فقر وفاقہ کے آثار نظر آئے اسی وقت قنبر

خادم کو آواز دی قنبر حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا، ہمارے اخراجات میں کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا، آپ نے دوسو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے تھے وہ ابھی تقسیم نہیں کیے گئے ہیں، فرمایا اس کو لے آو، اہل بیت سے زیادہ ایک اور مستحق آ گیا ہے، چنانچہ اسی وقت دوسو کی تھیلی منگا کر سائل کے حوالے کر دی اور معذرت کی کہ اس وقت ہمارا ہاتھ خالی ہے اس لئے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتے۔

۳)......سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے سخاوت کی اس نے نفع پایا اور جس نے بخل کیا وہ ذلیل ہوا، جس نے اپنے بھائی سے نیکی کرنے کی جلدی کی، وہ کل اپنے رب کے حضور پیش ہوتے وقت اس کو پالے گا۔

قدر والے جانتے ہیں قدر حسین رضی اللہ عنہ کی

یہ بحث طویل ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ قدر و منزلت کیا کم ہے کہ آپ امام الانبیاء ﷺ کے جگر گوشہ اور نواسہ بے مثال ہیں۔ اس نسبت کی قدر و منزلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں یا اولیائے کرام رحمہم اللہ یا پھر وہ عوام جو صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے نیاز مند۔ فقیر چند نمونے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات کے عرض کرتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ......

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آپ نے وہی روزینہ قبول کیا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا، صحابہ کرام نے حالات کا اندازہ کر کے اسے بڑھانا چاہا تو خود عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا (یعنی، آپ کی لخت جگر) کو وسیلہ بنایا اور ان سے اپنا نام مخفی رکھنے کی درخواست کی، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بات کی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا۔ جس چیز پر حضور رسول خدا ﷺ

نے قناعت فرمائی، میں اضافہ نہیں کروں گا، پھر ان سے پوچھا، حضور ﷺ کا لباس کیا تھا؟ کہا دو لباس تھے، انہیں وہ وفود سے ملتے تھے اور جمعہ کے روز پہنتے تھے۔ پھر سوال کیا، میرے آقا ﷺ کا بہترین کھانا کیا تھا؟ جواب ملا، جَو کی روٹی تھوڑے سے گھی میں چور کر لیتے تھے، اسے حضور بڑے شوق سے کھاتے تھے (ﷺ) پھر پوچھا، سرورِ عالم ﷺ کا بچھونا کیا تھا؟ بتایا ایک عام سا کپڑا تھا۔ گرمیوں میں تہہ کر کے بچھا لیتے، سردیوں میں آدھا بچھاتے اور آدھا اوڑھ لیتے تھے۔ ارشاد ہوا، حفصہ! میرا روزینہ بڑھانے والوں کو بتا دو میں بھی حضور ﷺ کی پیروی کروں گا اور فالتو اشیاء سے پرہیز کروں گا۔ لیکن نسبت نبوی ﷺ پر آپ جیسا شاہ خرچ ڈھونڈے سے نہ ملے، یہاں صرف امام حسین ؓ کا واقعہ حاضر ہے۔

نسبتِ مصطفےٰ ﷺ کا احترام......

عشق کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ نسبت رکھنے والوں کا بھی ادب واحترام کیا جائے، امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق اعظم ؓ بھی اپنے محبوب کریم ﷺ سے نسبت رکھنے والی شخصیتوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ وظائف مقرر کرتے وقت سب سے زیادہ وظیفہ (بیس پچیس ہزار درہم کے قریب) عمِ رسول مقبول ﷺ سیّدنا حضرت عباس ؓ کو دیا۔ امہات المومنین کے وظیفے کی مقدار دس ہزار درہم تھی، حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور سرورِ کونین ﷺ کو سب سے زیادہ محبت تھی، لہٰذا ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کرنا چاہا مگر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ حبیب کبریا ﷺ سب ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں مساوات رکھتے تھے۔ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے وظیفے کی مقدار پانچ ہزار درہم تھی۔ حضرت اسامہ بن زید (جو حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے صاحبزادے تھے) کا وظیفہ اپنے لختِ جگر حضرت عبداللہ سے زیادہ مقرر کیا تو انہیں شکایت

ہوئی ۔فرمایا ہاں ،مگر اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کو تیرے باپ سے اور وہ خود تم سے زیادہ عزیز تھا۔(رضی اللہ عنہم)

حسنین سے پیار......

حضرت عمر بھی حضرت حسن وحسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے بہت محبت کرتے تھے، اور دونوں کو ہمیشہ اپنے لڑکوں سے مقدم رکھتے تھے ۔ایک دفعہ انہوں نے لوگوں میں کچھ رقم تقسیم کی اور اس میں سے دونوں بھائیوں کو دس دس ہزار روپے دیئے ،یہ دیکھ کر حضرت عمر ؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بہت پہلے اسلام لایا اور ہجرت کی ۔اس پر بھی ،ان لڑکوں کو مجھ پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا، عبداللہ مجھے تمہاری یہ بات سن کر بڑا رنج ہوا ہے تم بتاؤ کہ تمہارا نانا ان کے نانا کی مانند تھا؟ کیا تمہاری ماں ان کی ماں کی مانند ہے، تمہاری نانی ان کی نانی کی مانند ہیں، کیا تمہارا ماموں ان کے ماموں کی مانند ہے، کیا تمہاری خالائیں ان کی خالاؤں کی مانند ہے۔ سنو ان کے بابا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان کی والدہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) ہیں ان کی نانی حضرت خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) ہیں، ان کے ماموں رسول خدا ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم (ؓ) ہیں ۔ان کی خالائیں رسول خدا ﷺ کی صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم (رضی اللہ عنہن) ہیں، ان کے چچا جعفر بن ابی طالب (ؓ) ہیں۔

امام حسین ؓ نہ صرف جگر گوشہ بلکہ صحابی رسول ﷺ بھی ہیں

ہم خوارج زمانہ پر حیران ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے کمالات اور آپ کی اولاد کے مناقب وکرامات سے تو ضد، لیکن آپ کے صحابہ کرام ؓ کے نام پر قربان انہیں یقین ہو

یانہ۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے برادر مکرم سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح صحابی ہیں۔ امام بخاری جیسے ثقہ اور مستند امام نے بخاری جلد اوّل باب اصحاب النبی ﷺ میں صحابی کی تعریف میں لکھا۔

من صحب النبی ﷺ اوراٰہ من المؤمنین فھو صحابی.

یعنی، جس نے نبی ﷺ کی صحبت پالی یا آپ کو بحالت ایمان دیکھ لیا۔ وہ صحابی ہے۔

فائدہ:...... اس قاعدہ پر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی قسمت کی رفعت کا کیا کہنا کہ آنکھیں کھولیں تو رخ مصطفےٰ ﷺ پر نگاہ پڑی اور بار بار پڑی ٹکٹکی لگا کر چہرۂ نبی کو دیکھا اور سیر ہو کر دیکھا۔ جب کہ دوسرے بڑے اکابر صحابہ نے ہیبت نبوی سے چہرہ مبارک کو دیکھا تو سہی لیکن جی بھر کر نہ دیکھ سکے۔

ازالہ وہم......

بعض ناعاقبت اندیش چند عبارات سے غلطی کا شکار ہوئے کہ نابالغ بچہ صحابی نہیں ہوسکتا۔ ان کے اس غلط نظریے کا رَدّ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ومنھم من اشرط فی ذالک ان یکون حین اجماعہٖ بالغًا وھو مردود.

یعنی، ان میں سے بعض نے شرط لگائی ہے کہ آدمی حضور ﷺ کی صحبت اور زیارت کے وقت بالغ ہو تب صحابی ہوتا ہے، یہ قول مردود ہے۔

یہ عقیدہ امام بخاری، امام احمد جمہور محدثین کا ہے، یعنی صحابی ہونے کے لئے حضور ﷺ کی صحبت شرط ہے بلوغت شرط نہیں ہے جو بھی ایمان کے ساتھ حضور ﷺ کی صحبت وبقا کا شرف حاصل کرے خواہ قبل البلوغ یا بعد البلوغ وہ صحابی ہے، چنانچہ مخالفین کے ممدوح حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ، **والمقصود ان الحسین عاصر رسول اللہ ﷺ وصحبہ**

الی ان توفی وھو عنہ راضٍ ولکنہ کان صغیرًا. اور مقصد یہ ہے کہ حسین معاصر رسول ہیں، جنہوں نے حضور کا زمانہ پایا اور ان سے راضی تشریف لے گئے۔ فانہ من سادات المسلمین وعلماء الصحابۃ وابن بنت رسول اللہ ﷺ التی ھی افضل نباتہ فقد کان عابدًا وشجاعاً وسخیاً. (البدایہ صفحہ ۲۰۳)

یعنی، بیشک حسین سادات مسلمین میں اور علماء صحابہ میں سے ہیں اور اللہ کے رسول کی سب سے افضل صاحبزادی کے بیٹے ہیں اور وہ عابد، بہادر اور سخی تھے۔

محدثین کی جماعت میں سے حافظ شمس الدین ذہبی نے جو محدث جلیل ہونے کے ساتھ ساتھ معلم وصوفی بھی ہیں اور ابن حجر سے مقدم ہیں، اپنی کتاب تجرید اسماء الصحابہ میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو زمرہ صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

مرتبہ صحابیت ......

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ عالم، متقی، عابد وزاہد، سخی اور اعلیٰ درجے کے بہادر اور جانباز تھے۔ ان شرافتوں کے علاوہ آپ صحابی بھی ہیں جن کی شرافت اور عظمت قرآن حکیم اور حدیث شریف سے روز روشن کی طرح واضح ہے اس لئے سلف صالحین اور متقدمین صحابہ کرام پر نکتہ چینی کرنے والوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ انہیں زندیق کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ انہیں بدگویوں کی جماعت میں شامل کرتے تھے کیونکہ ان کے قلوب رذائل نفس سے پاک ہوچکے تھے، قرآن کی آیات ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم. شاہد ہے کہ معلم کائنات ﷺ نے صحابہ کرام کی قرآن وسنت کی تعلیم کے ساتھ ان کا تزکیہ نفس فرمادیا تھا اس لئے مال ودولت کی محبت حکومت کے لالچ سے وہ بری تھے ان کی ولایت ان کے بعد ہونے والے اولیاء کرام سے بدرجہا اعلیٰ اور بلند تھی۔ کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی

صحابیت کے رتبہ ومقام کونہیں پہنچ سکتا۔یہی وجہ ہے کہ اکابرین امت نے عقائدومسائل اور احکام میں صحابہ کوغیروں پر ترجیح دی۔اسی کلیہ کو سامنے رکھ کرامام حسین ؓ اور یزید خبیث کی حیثیت کا موازنہ خود بخود دیکھیے۔

بیعت یزید......

مخالفین سیّدنا امام حسین ؓ پر صرف اسی لئے ناراض ہیں کہ آپ نے یزید کی بیعت کیوں قبول نہ کی جب کہ اس کی خلافت پراجماع ہوگیا۔ان بھلے مانسوں کوکون سمجھائے کہ یزید کی بیعت اجماعی کہاں تھی وہ تو زبردستی سے تخت نشین بن بیٹھا اور تھا بھی خونخوار،ظالم اور پرلے درجے کا فاسق وفاجر بلکہ یزید کے دور منحوس کا تقاضا یہی تھا کہ اسے لحہ بھر بھی مسلمانوں پر مسلّط نہ ہونے دیا جائے جسے امام حسین ؓ نے بے سروسامانی کے باوجود کردکھایا۔چنانچہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سیّدنا امیر معاویہ ؓ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوگیا اور اپنے عُمّال (گورنر) کے ذریعے بیعت کی تجدید کرائی۔

سیّدنا حضرت حسین پاک ؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے اوران کے ہم خیال بہت سے لوگوں نے بیعت سے انکار کردیا۔سیّدنا معاویہ ؓ کے زمانہ میں بھی ان لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا اور شامی لوگ ان کے قتل کرنے کو تیار ہوگئے تھے،لیکن امیر معاویہ ؓ نے شامیوں کوروکا اور کہا کہ کوئی شخص قریش کو بُری نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

ان حضرات کے انکار سے یزید کی بیعت اجماعی نہ رہی۔جن صحابہ نے بیعت کرلی تھی وہ ان کے اپنے اجتہاد کے مطابق کی تھی۔جو شخص جبر وتشدد سے حکمران بن بیٹھے شریعت میں اس کو امیر المؤمنین کہنا جائز نہیں۔اسی لیے سیّدنا عمر بن عبدالعزیز ؓ یزید کو امیر المؤمنین کہنے پر کوڑے مارتے تھے۔

غیر شرعی خلیفہ……

جب یزید کی امارات غیر شرعی ٹھہری تو یزید شرعاً واجب الاطاعت نہ ہوا۔ کربلا اور ۶۳ھ کے واقعات سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہے کہ اگر اس کی بیعت غیر شرعی نہ ہوتی تو ۶۳ھ و کربلا میں صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی جانوں کا نذرانہ پیش نہ کرتے، کربلا کے واقعات تو مشہور ہیں۔ ۶۳ھ (مدینہ منورہ) میں یزیدیوں کی طرف سے صحابہ وتابعین پر کیا گزری۔ اس کی تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" کا مطالعہ کیجئے۔

ظالم وجابر کا مقابلہ……

شہداء کربلا اور شہداء مدینہ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ انہوں نے ظالم بادشاہ کو کلمہ حق علیٰ روس الاشہاد کہہ دیا کہ یزید فاسق مجاہر ہے از روئے شریعت امیر المومنین نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطانٍ جابر.

یعنی، ظالم بادشاہ کو حق بات کہہ دینا سب جہادوں سے افضل جہاد ہے۔

یزید کا فسق……

یزید کا فسق متعدی تھا جس سے نظام شرعی مختل ہوگیا تھا۔ اس نے اکابر صحابہ کو کلیدی عہدوں سے معزول کیا اور اپنے نوجوان رشتہ داروں کو وہ مناصب عطا کئے۔ اکابر میں بہت کم لوگ کلیدی عہدوں پر باقی رہ گئے تھے اسی لئے امام حسین رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لئے اترے اور اُن کا حق تھا اور سالوں پہلے اس کی خبر نبی پاک ﷺ نے دے دی تھی۔

علمِ غیب نبوی ﷺ کی جھلک

رسول اکرم ﷺ نے یزید کی متغلبانہ امارت سے اپنے صحابہ کرام کو آگاہ فرمادیا تھا اور اس کے ظلم وستم سے ان کو ڈرایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے ہاتھوں پر میری اُمت کی

بربادی ہوگی۔احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱)..... قال ابوھریرۃ سمعت الصادق المصدوق ﷺ ھلکۃ اُمتی علی ایدی اغیلمۃٍ مِن قریش. (بخاری کتاب الفتن، صفحہ ۱۰۴۶)

یعنی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے صادق ومصدوق ﷺ سے سُنا کہ میری اُمت کی بربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔

سوال:..... اس حدیث میں لفظ جمع بالتصغیر آیا ہے اور آئندہ احادیث میں صبیان (جمع صبی) آیا ہے۔تم کہتے ہو کہ یہ یزید اوراس کے اعوان کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں حالانکہ یہ الفاظ غیر بالغوں پر بولے جاتے ہیں کیا یزید اوراس کے عُمال غیر بالغ بچے تھے۔

جواب:..... اس کا جواب علاّمہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

قلت وقد یطلق الصبّی والغلیم بالتصغیر علی ضعیف العقل والتدبیر والدین ولو کان محتلماوھو المراد ھنا.

یعنی، میں کہتا ہوں صبی اور غلیم (چھوٹا لڑکا) کا لفظ تصغیر کے ساتھ کبھی ضعیف العقل اور ضعیف التدبیر اور ضعیف الدین کے لئے بولا جاتا ہے، گونوجوان ہو اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے۔

۲)..... حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی تشریح میں دوسری روایت تحریر کی ہے جس سے اُمت کی بربادی کا مفہوم واضح ہوجاتا ہے۔

قال ابن بطال جاء المراد بالھلاک مبینًا فی حدیثٍ آخر لابی ھریرۃ اخرجہ علی بن معبدوابن ابی شیبۃ من وجہ آخر عن ابی ھریرۃ دفعہ ، اعوذباللّٰہِ من امارۃ الصبیان قالو وما امارۃ الصبیان قال ان اطعتمو ھم ھلکتم ای فی دینکم وان عصیتمو ھم اھلکو کم ای فی دنیا کم باذھاق النفس اوباذھاب المال اولھما. (فتح الباری صفحہ ۱۲)

یعنی، ابن بطال کہتے ہیں کہ حدیث ابوہریرہ ﷜ میں ہلاکت امت کی مراد ابوہریرہ ہی کی دوسری حدیث سے کھل جاتی ہے جس کو ایک اور سند سے علی بن معبد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے امارت صبیان (لڑکوں کی حکومت) سے پناہ مانگتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا لڑکوں کی حکومت کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ (یعنی، دین کے اعتبار سے) اور ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کردیں گے۔ (یعنی، تمہاری دنیا کے اعتبار سے جان لے کر یا مال چھین کر یا دونوں لے کر۔)

فائدہ :...... اگر تم امارت صبیان کی اطاعت کرو گے تو تمہارا دین برباد ہو جائے گا اور اگر نافرمانی کرو گے تو تمہاری دنیا برباد ہو جائے گی۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی آئندہ روایت میں امارت صبیان کے زمانہ کی تعین فرمادی گئی۔

۳)...... **وفی روایۃ ابن ابی شیبۃ ان ابا ھریرۃ کان یمشی فی الاسواق ویقول اللھم لاتدرکنی سنۃ ستین ولا امارۃ الصبیان۔** (فتح الباری صفحہ ۱۲)

یعنی، اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ ابوہریرہ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھے، اے اللہ ۶۰ھ کا زمانہ مجھ پر نہ گزرے اور امارۃ الصبیان مجھے نہ پائے۔

فائدہ :...... ۶۰ھ میں امارۃ الصبیان ہونا حدیث مذکور میں ابوہریرہ ﷜ کا قول ہے جو حکماً مرفوع ہے اور آئندہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا قول ہے۔

انہ سمع ابا سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یکون خلفٌ من بعد ستین سنۃ اضاعو الصلوٰۃ وابتغو الشھوات فسوف یلقون غیاً۔

(البدایہ والنہایہ، صفحہ ۸/۲۳۰)

یعنی، ابوسعید خدری ﷜ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

۶۰ھ کے بعد ایسے خلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہواتِ نفس کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غی (وادی جہنم) میں ڈال دیئے جائیں گے۔

شارحین نے فرمایا......

بخاری شریف کی دو شرحیں (یعنی، فتح الباری) کی تحقیق سے بڑھ کر اور کوئی تحقیق نہیں بالخصوص جس مضمون میں دونوں متفق ہو جائیں تو وہ مضمون ایسے مضبوط ہو جاتا ہے جیسے بخاری و مسلم کی روایت متفق علیہ ہو جاتی ہے۔

۱)......حافظ ابن حجر کی عبارت پڑھتے ہیں جس میں وہ ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہما) کی حدیثوں کا مصداق معین کر رہے ہیں۔

وفی هذا اشارةٌ الی ان اوّل الاغیلمة کان فی سنة ستین یزید وهو کذالک فان یزید بن معاویه استخلف فیها وبقی الیٰ سنة اربع وستین فما ت .

(فتح الباری، صفحہ ۱۲)

یعنی، اور اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان نوخیز لڑکوں میں پہلا نوخیز لڑکا ۶۰ھ میں یزید تھا اور وہ ۶۴ھ تک باقی رہا پھر فوت ہو گیا۔

۲)......علامہ بدرالدین عینی بھی اس امارۃ الصبیان والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واوّلهم یزید علیه مایستحق وکان غالباً ینزع الشیوخ من امارة البلدان الکبار ویو لیها الاصاغرمن اقاربه . (عمدۃ القاری، صفحہ ۳۲۴، جلد۱۱)

یعنی، ان صبیان میں پہلا یزید ہے اس پر وہی ہو جس کا وہ مستحق ہے اور اکثر وہ شیوخ اکابر کو بڑے بڑے شہروں کے ذمہ دارانہ عہدوں سے برطرف کر کے اپنے عزیز واقارب نوجوانوں کو کلیدی عہدے سپرد کرتا جاتا تھا۔

فائدہ :...... باتفاق محدثین ان احادیث کا مصداق یزید بن معاویہ ہے ان احادیث میں بتایا گیا ہے کہ ۶۰ھ کی حکومت ان ضعیف الدین لوگوں کی ہوگی جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفسانیہ کے پیرو ہوں گے اور انجام کار جہنم میں داخل ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ توضیح بھی فرمائی کہ اس حکومت کی فرمانبرداری دین کی بربادی ہوگی اور اس کی نافرمانی سے دنیا کی بربادی ہوگی۔

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آسمان وزمین تو بدل سکتے ہیں لیکن مصطفےٰ کریم ﷺ کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط نہ ہوگی۔ اسی لئے لازماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دور یزیدی دین کی تباہی کا دور تھا جسے بچایا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے۔ اسی لئے ہم اہلسنّت بجا کہتے ہیں ۔

سر داد نداد دست در دست یزید ☆☆ حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین رضی اللہ عنہ

یعنی، سر دے دیا لیکن یزید کی بیعت نہ کی، بخدا کہ حق کی بناء امام حسین ہیں۔ رضی اللہ عنہ

غلط پروپگنڈہ ......

مخالفین بڑے شور مچاتے اور زور لگاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ باغی تھے، اس غلط پروپگنڈہ کا صدیوں پہلے امام ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے قلع قمع فرمایا۔ آپ شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۲ میں لکھتے ہیں کہ:

واما ما تفوہ بعض الجھلة من ان الحسین کان باغیا فباطل عنداھل السنة والجماعة ولعل ھذا من ھذیا نات الخوارج عن الجارة.

یعنی، کہ یہ جو بعض جاہلوں نے کہا ہے کہ امام حسین (رضی اللہ عنہ) باغی تھے، اہلسنّت وجماعت کے نزدیک غلط ہے اور شاید یہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے (خارجیوں) کی بڑ ہے۔

فائدہ :...... حضرت ملّا علی قاری رحمہ اللہ الباری مسلّم مجدّد ہیں۔ بالخصوص مخالفین کو ان کی تحقیق پر بہت زیادہ اعتماد ہے، آپ نے انہیں اس مسئلہ میں جاہل قرار دیا ہے، اسی لئے ہم

کہتے ہیں کہ امام حسین ﷺ کو باغی اور یزید کو امام برحق کہنے والے جہالت سے کہہ رہے ہیں ورنہ اہلِ علم کا یہ شیوہ نہیں جوانہوں نے کردار ادا کیا ہے۔

حق حسین برحق حسین رضی اللہ عنہ

رسول خدا ﷺ نے سالوں پہلے فرمادیا تھا:

۱)......ابن سعد وطبرانی میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبردی،

ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاء نی بھزہ التوبة فاخبرنی انھا مضجعۂ .

۲)......امام احمد بن حنبل ﷺ، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، بیشک میرے گھر آیا ایک فرشتہ جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا اس نے مجھ سے کہا آپ کا بیٹا حسین شہید ہوگا، اگر آپ چاہیں تو میں اس جگہ کی مٹی آپ کو دکھادوں پھر وہ سُرخ رنگ کی مٹی دکھائی۔

۳)......حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ بارش برسانے والے فرشتہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی۔ اجازت مل گئی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے۔ آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، خبردار کوئی اندر داخل نہ ہو، اس وقت حضرت حسین حضرت اُم سلمہ سے زبردستی اندر داخل ہوئے اور فوثب علیٰ رسول اللہ ﷺ فجعل رسول اللہ ﷺ یلمثۂ و یقبلۂ ۔ نبی کریم ﷺ کی گود اور کندھوں پر کودنے لگے اور آپ ان کو چومنے لگے۔ اس فرشتہ نے عرض کیا، باقی اس سے اوپر جو لکھا گیا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

۴) حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئی تو آپ

حضرت حسین ﷺ کو گود میں لئے بیٹھے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔فرمایا جرائیل (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ (ﷺ) کے بیٹے کو آپ کی امت شہید کرے گی۔مجھے اس جگہ کی سُرخ رنگ کی مٹی بھی دکھائی۔

۵)......حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ آرام فرما رہے تھے جب بیدار ہوئے تو آپ غمگین تھے اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی۔اس کو الٹتے پلٹتے تھے، میں نے پوچھا یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا مجھے جرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے۔ان ھذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق وھذہ ترابتھا. کہ حسین شہید ہوگا عراق کی زمین پر اور یہ مٹی وہیں کی ہے۔

۶)......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) میرے گھر میں کھیل رہے تھے، حضرت جرائیل (علیہ السلام) بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اس بیٹے کو آپ کے بعد آپ کی اُمت شہید کرے گی او حیٰ الی الحسین، اشارہ کیا حسین کی طرف اور آپ کو تھوڑی سی مٹی بھی دی۔آپ نے اس کو سونگھا اور فرمایا۔ قال ریح کرب وّبلاء ،اس ریح سے مصیبت اور بلا کی بُو آتی ہے۔پھر فرمایا، اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوگی تو سمجھ لینا کہ ان ابنی قد قتل ،میرا بیٹا شہید ہوگیا۔

۷)......حضرت محمد بن عمر بن حسن ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم حسین ﷺ کے ساتھ کربلا کی دونہروں پر تھے، حضرت حسین ﷺ نے شمر ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا، صدق اللہ ورسولہ قال رسول اللّٰہ ﷺ کانی انظر الیٰ کلب ابقع یلغ فی اھل بیتی و کان شمر ابرص۔

اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) سچا ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے گویا میں دیکھتا ہوں ایک ابلق کتے کو جو منہ ڈالتا ہے میرے اہل بیت کے خون میں اور وہ شمر ذی الجوشن کوڑھی تھا۔

۸)......حضرت انس بن حارث ﷺ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

ان ابنی ھٰذا یُقتل بارضٍ یقال لھا کربلاء فمن یشھد ذالک منکم فلینصرہ . کہ میرا یہ بیٹا اس زمین میں شہید ہوگا جس کا نام کربلا ہے پھر جو شخص تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو اس کی مدد کرے۔ سو گئے انس بن حارث ﷺ کربلا کو اور شہید ہوئے امام حسین ﷺ کے ساتھ۔

۹)......حضرت یحییٰ الحضرمی فرماتے ہیں کہ حنین میں حضرت علی ﷺ کے ساتھ جب ہم نینوی کے برابر پہنچے تو حضرت علی ﷺ نے پکار کر کہا، **صبرًا یا عبداللہ بشط الفرات.** میں نے عرض کیا امیر المومنین ﷺ یہ کیا ہے؟ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ حسین شہید ہوگا فرات کے کنارے پر اور دکھائی مجھ کو وہاں کی مٹی۔

۱۰)......حضرت اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی ﷺ کے ساتھ حسین کی قبرگاہ پر پہنچے، فرمایا، امیر المومنین علی ﷺ نے،

ھٰھنا مناخ رکابھم وموضع رجالھم ومھراق دِمآالھم فتۃ من آل محمد ﷺ یقتلون بھٰذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض .

کہ شہدا کے اونٹ باندھنے کی جگہ ہے اور یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کا مقام ہے۔ کتنے جوان آل محمد ﷺ کے اس میدان میں شہید ہوں گے جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔

۱۱)......حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کے بدلے ستر ہزار آدمی مارے۔ **انی قاتل ابن ابنتک سبعین الفاو سبعین الفا** ، اور مار نے تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار۔

فائدہ :......یہ روایات بتاتی ہیں کہ حق پر ہیں امام حسین ﷜ اور یزید کو برحق ماننا خدا اور رسول (ﷻ و ﷺ) کے حکم کے خلاف ہے۔

ازالہ وہم ﴿......

ان میں بعض روایات کی سند ضعیف سہی لیکن محدثین کا قاعدہ نہ بھولئے کہ سندات مختلفہ بطرق مختلفہ احادیث صحاح کے حسن لغیرہ ہو جاتی ہیں۔

﴿یزید ذلیل وخوار اور بدکردار﴾

قاعدہ مذکورہ کے مطابق حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ نے سالوں پہلے ایک فیصلہ اُمت کو سنایا۔ اُمت کی بدقسمت قوم نے انکار کر دیا، لیکن الحمد للہ ہم خوش قسمت اہلسنت کو مکمل یقین ہے۔

(۱)......حضرت ابوہریرہ﷜ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا:

لایزال امرھذہ الامة قائماً بالقسط حتی یکون اوّل من یثلمه رجل من امیة یقال له یزید. (البدایہ والنھایہ صفحہ۲۳۱، جلد۸۔ وصواعق محرقہ صفحہ۲۲۱۔ تاریخ الخلفاء صفحہ۱۶۰)

(۲)...... **عن ابی الدرداء قال سمعت النبی ﷺ یقول اوّل من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید .** (ایضاً)

ترجمہ: حدیث اوّل:۔ میری امت کا امر وحکم عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اسے تباہ کرے گا بنی اُمیہ سے ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔

ترجمہ، دوسری حدیث:۔ حضرت ابی درداء﷜ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ سے سُنا آپ نے فرمایا سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو بدلے گا وہ بنی اُمیہ سے ہوگا، جسے یزید کہا جائے گا۔

مذکورہ احادیث اور کتب تاریخ سے حقیقت واضح ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ھ سے پناہ مانگی، آپ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔ جن کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان سے فرمایا تھا کہ مجھے ان صبیان کے نام اور قبیلے تک معلوم ہیں اگر میں چاہوں تو بتلا سکتا ہوں اسی وجہ سے بعض صحابہ کرام اور حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی حکومت کا شروع ہی سے انکار کر دیا تھا اور جو بھی خاموش تھے انہوں نے بھی یزید کی بداعمالیوں کی وجہ سے یزید کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ کارزار کربلا اور واقعہ حرہ (مدینہ) اور حملہ کعبہ رونما ہوئے۔

ربانی علمائے اُمت کا فیصلہ

اسی لئے یزید کے فتوائے کفر تک نوبت پہنچی۔

۱)...... چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جو نویں صدی (متوفی ۸۹۹ھ) کے بہت بڑے محدث ہوئے۔ اپنی تصنیف صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۰ پر ارشاد فرماتے ہیں:

اعلم ان اھل السنّة اختلفوا فی تکفیر یزید بن معاویه فقالت طائفة انه کافر یقول ابن الجوزی وغیرہٗ المشھور. (الخ)

یعنی، کہ اہلسنّت کا اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر دمشق میں اس کے سامنے رکھا گیا تو وہ خوشی سے شعر پڑھتا تھا اور سر مبارک کو چھڑی سے ٹھونکنے لگا تھا۔ وقالت طائفة لیس بکافر اور ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر نہیں۔ بہر حال یہ امت کا اختلافی مسئلہ ہے اور جمہور اہلسنّت اور ائمہ کرام کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ فاسق وفاجر اور شرابی تھا۔

۲)...... اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر ہے:

اخرج الواقدی من طرق ان عبداللّٰہ بن حنظلة ابن الغسیل قال واللّٰہ ماخرجنا علیٰ یزید حتیٰ خفنا ان نرمیٰ باالحجارة من السماء انه رجل ینکح امهات اولاد البنات والاخوان وتشرب الخمر ویدع الصلوٰة .

(ماثبت بالسنة صفحہ ۲۷۷، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰، صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۱)

یعنی، خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہیں کیا یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں۔ یہ ایک ایسا شخص تھا کہ جس نے ماؤں اور بیٹوں اور بہنوں کے نکاح کا رواج دیا۔ یہ شراب پیتا تھا اور نماز کا تارک تھا۔

۳)......علامہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وقال الذهبی وکما فعل یزید باهل المدینة مافعل مع شربه الخمر ایتانه المنکرات اشد علیه الناس وخرج علیه غیر واحد ولم یبارک اللّٰہ فی عمره . (صواعق محرقہ)

یعنی، کہ یزید نے باشندگان مدینہ منورہ کے ساتھ جو کیا وہ کیا، لیکن اس کے باوجود وہ شراب خور اور ممنوعہ اعمال کا مرتکب تھا اسی سبب سے لوگ اس سے ناراض ہوئے اور اس پر سب نے متفقہ طور پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یزید کو غارت یعنی تباہ کر دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے کوڑے......

کاش آج کوئی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جیسا منصف مزاج پیدا ہوتا کہ یزید پرستوں کو کوڑے مارے تا کہ روزانہ کی جنگ ختم ہو۔

نوفل بن قرأت کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں کسی نے یزید بن معاویہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

قال امیر المؤمنین یزید بن معاویة فقال تقول امیر المؤمنین فامربه فضرب عشرین سوطا. (صواعق محرقہ صفحہ۲۲۱)

امیر المومنین یزید بن معاویہ نے یہ کہا، اس پر خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے کہا اے شخص تو نے یزید کو امیر المومنین کہا یہ تیرا جرم ہے، پھر اس شخص کو بیس کوڑے لگوائے۔

آخری فیصلہ......

جن صاحبان کو یزید کے کفر کے موجبات قطعی طور پر میسّر آئے۔ انہوں نے یزید کے متعلق حتمی فیصلہ فرمایا جیسے حضرت امام علاّمہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

واستبشاره بذلک واهانة اهل بیت انی اتفقوا علیٰ جواذاللعن علیٰ من قتله اوامربه اواجازه ورضی به والحق ان رضا یزید القتل الحسین.

یعنی، سیّدنا امام حسینؓ کے قاتل اور قتل کا حکم دینے والے اور قتل کو جائز سمجھنے والے اور آپ کے قتل پر راضی ہونے والے پر لعنت کرنے میں سب کا اتفاق ہے۔

اور یہ صحیح بات ہے کہ یزید سیدنا امام حسینؓ کے قتل پر خوشی منانے اور حضور ﷺ کے گھرانے کی توہین کرنے پر راضی تھا۔ (شرح عقائد امام نسفی)

سوال:...... یزید پلید تو تھا ہی تو پھر اسے امیر معاویہؓ نے اپنا جانشین کیوں بنایا؟

جواب:...... اس کا تفصیلی جواب فقیر کے رسالہ ''الرفاہیہ فی الناہیہ عن ذم معاویہ'' میں ہے۔

اجمالی جواب نمبر۱:...... یہ ہے کہ چونکہ امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں اس سے کوئی نازیبا حرکت نہ دیکھی تھی بلکہ بعض حضرات سے اس کی تعریفیں اور فضیلتیں سُنی تھی اس لئے اسے اپنا جانشین بنایا اور اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی:

اللھم ان کنت مھدت لیزید لما رأیت من فضلہ فبلغہ ماأملت واعنہ وان کنت انما حملنی حب الوالد بولدہ وانہ لیس لما صنعت بہ اھلا فاقبضہ قبل ان یبلغ ذلک ۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۷ تا ۱۵۸)

یعنی ، یا اللہ اگر میں نے یزید کو اس کی فضیلت واہلیت دیکھ کر اپنا جانشین بنایا ہے تو اسے میری توقع پر پورا اتار اور اس کی مدد فرما اور اگر میں نے محض شفقت پدری کہ ایک باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے اسے اپنا جانشین بنایا اور وہ نا اہل ہے تو اُسے عنان حکمرانی سنبھالنے سے پہلے ہی ہلاک کردے۔

جواب نمبر۲:...... سیّدنا امیر معاویہ ﷜ نے دور کی نزاکت کو بھی سامنے رکھا کہ اس وقت بنو اُمیہ تمام معاملات سلطنت پر قابض تھے اگر آپ یزید کے لئے ایسا اقدام نہ فرماتے تو خانہ جنگی شروع ہو جاتی جسے ان کے بعد روکنا ناممکن ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ سیّدنا امام حسن ﷜ نے اسی نزاکت کے پیش نظر خلافت سے خود بخود سبکدوش ہو کر امیر معاویہ ﷜ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

جواب نمبر۳:...... اولاد کو جانشین بنانا کفر نہیں۔ یہی کام تو پہلے سیّدنا علی المرتضیٰ ﷜ نے کیا کہ اپنا جانشین امام حسن ﷜ کو مقرر فرمایا تو جیسے امام حسن ﷜ کی لیاقت کے پیش نظر حضرت علی ﷜ نے انہیں اپنا جانشین بنایا ایسے ہی امیر معاویہ ﷜ نے کیا جیسے کہ اجمالی جواب نمبر ا میں گزرا۔

فہرست یزید کے گندے کرتوت کی

یزید کے خلاف جو امام حسین ﷜ نے علم جہاد بلند کیا۔ اس کا موجب یزید کے گندے کرتوت تھے ، چنانچہ مخالفین کے ممدوح حافظ ابن کثیر یزید کے اخلاق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد كان يزيد فيه خصال محمودة من الكرم والحلم والفصاحة والشعر والشجاعة وحسن الرأى فى الملك وكان زاجمال حسن المعاشرة وكان فيه ايضا اقبال على الشهوات وترك بعض الصلوات فى بعض الاوقات واما تتها فى غالب الاوقات . (البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۰، جلد ۸)

ترجمہ: یزید میں اچھے خصال تھے یعنی کرم اور فصاحت اور شاعری اور بہادری اور بادشاہی میں اچھی رائے اور خوبصورت وخوش اخلاق تھا اور یہ بھی تھا کہ شہوتوں کی طرف اس کی توجہ تھی اور بعض اوقات بعض نمازیں چھوڑ دیتا تھا اور اکثر اوقات میں نمازیں وقت گزار کر پڑھتا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ ﴾......

حافظ ابن کثیر نے اس کے اچھے خصائل بتائے جو دراصل وہ بھی بُرے اخلاق تھے مثلاً جب اس کا ثبوت شہوت پرست ہونا ثابت ہو گیا تو اس میں شرمگاہ کی ناجائز خواہش دونوں آجاتی ہیں۔ اس کا زانی ہونا بھی آ گیا اور شرابی ہونا بھی۔ اور نمازوں کا ترک کرنا بھی، ایسے بدرویہ شخص کے کوئی اچھے خصائل ہوتے ہیں تو وہ بھی درحقیقت اچھے نہیں ہوتے۔ فقط اس کے پرستاروں کی نگاہ میں اچھے ہوتے ہیں جیسے آج ہمارے دور میں خوارج ونواصب یزید کو آسمان سے اُوپر چڑھا رہے ہیں۔ مثلاً کرم اس میں موجود تھا۔ لیکن یہ بدرویہ شخص فقط بدچلن لوگوں پر کرم کرتا تھا۔ ایسا کرم محمود نہیں بلکہ مذموم ہے اور اس کے پرستار اس کے عمل تبذیر کو کرم سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کی فصاحت اور شاعری کو دیکھئے کہ اس کی یہ صفتیں عورتوں کی مدح وثنا اور شراب نوشی کے ذوق کو ظاہر کرتی ہیں۔ اسی طرح اس کا اخیار اور ابرار کو قتل کرنا اس کے دوستوں کی نگاہ میں شجاعت اور بہادری ہے، ایسے کرم فصاحت شاعری اور بہادری پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار لعنتیں ہوں۔

اہل مدینہ پر ظلم وستم ﴾......

اہل مدینہ کی خونریزی کے لئے جو یزید نے فوج بھیجی تھی اس پر حافظ ابن کثیر اپنی رائے یوں ظاہر فرماتے ہیں:

وقد اخطأ يزيد خطأ فاحشافى قوله لمسلم بن عقبة ان هبيح المدينة ثلاثة ايام وهذا خطأ كبير فاحش مع ماانضم الى ذلك من قتل خلق من الصحابة وابنائهم وقد تقدم انه قتل الحسين واصحابة على يدى عبيد الله بن زياد وقد وقع فى هذه الثلاثة ايام من المفاسد العظيمة فى المدينة النبوية مالا يحدو لايوصف ممالا يعلمه الا الله ﷻ .وقدارا دبارسال مسلم بن عقبة توطيد سلطانه وملكه ودوام ايامه من غير منازع ، فعاقبه الله بنقيض قصده وحال بينه وبين مايشتهيه فقصمه الله قاصم الجبابرة واخذه اخذ عزيز مقتدر ، وكذلك اخذربك اذا اخذالقرى وهى ظالمة ان اخذه اليم شديد .

(البداية والنهاية صفحه ۲۲۲ ،جلد۸)

یعنی، یزید نے بے ہودہ غلطی کی کہ اس نے مسلم بن عقبہ سے کہا کہ وہ تین دن مدینہ کی بے حرمتی کرے۔ یہ بات کہنا بہت بے ہودہ غلطی ہے اس کے ساتھ یہ بات بھی مل گئی کہ صحابہ اور صحابہ زادوں سے بڑی مخلوق قتل ہوئی اور اس بات کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کرایا۔ مدینہ نبویہ میں ان تین دنوں میں ایسے مفاسد عظیمہ واقع ہوئے جن کی کوئی حد نہیں اور نہ زبان ان کو بیان کرسکتی ہے۔ جس کی شناعت کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ مسلم بن عقبہ کے بھیجنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میری سلطنت اور بادشاہی ایسی مضبوط ہو کہ بغیر کسی مخالفت کرنے والے کے ہمیشہ قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کے برعکس اسے سزا دی اور اس کے

اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگیا۔ زبردستوں کو ٹکڑے کرنے والے اللہ ﷻ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اس کو غالبانہ اور قادرانہ شان سے پکڑا۔ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ شہروں کے ظالم باشندوں کو پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ سخت اور دردناک ہے۔

درسِ عبرت یزید پرستوں کے لئے

حافظ ابن کثیر نے پُر زور الفاظ میں یزید کا تارک الصلوٰۃ، شہوت پرست، ظالم سفاک ہونا بیان کردیا اور یہ بھی بتا دیا کہ یزید کے اس بے انتہا ظلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کردیا۔ وہ ظالموں سے دائماً ایسا کرتا ہے۔

فائدہ :...... مخالفین کے لئے حافظ ابن کثیر مورخ جلیل ہونے کے علاوہ محدث کبیر بھی ہیں اس لئے وہ یہاں چند احادیث صحیحہ بھی لکھ رہے ہیں تا کہ یزید کی خباثت اور اس کے ظلم و استبداد اور فسق و فجور پر مہر ثبت ہو۔

اہلِ مدینہ کے گستاخ کی سزا......

۱)...... فی روایة لمسلم من طریق ابی عبداللہ القراظ عن سعد وابی هریرة ان رسول اللہ ﷺ قال من اراد اهل المدینة بسوءٍ اذابه اللہ کما یذوب الملح فی الماء۔ (البدایة و النهایة ،جلد۸ ،صفحه ۲۲۴)

یعنی، سعد اور ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص مدینہ والوں کے حق میں بُرا ارادہ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

۲)...... عن السائب بن خلاد ان رسول اللہ ﷺ قال من اخاف اهل المدینة ظلماً اخافه اللہ وعلیه لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین ،لا یقبل اللہ عندیوم

القيامة صرفاً ولا عدلا. رواه امام احمد. (البداية والنهاية، جلد۸، صفحه ۲۲۳)

یعنی، سائب بن خلاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ظلم کی بنا پر اہل مدینہ کو ڈراتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے نہ نوافل قبول فرمائے گا اور نہ فرائض۔

ازالہ وہم......

جن لوگوں نے یزید کو صالح اور جواد کہا ہے وہ لوگ یزید کے اپنے تھے۔ یوں بھی ہوتا تھا کہ بعض اکابر کے سامنے یزید صالح اور نمازی بن جاتا تھا، یہ اس کی چالا کی تھی تا کہ یہ بڑے لوگ اس کی اچھائی کا پرچار کریں تا کہ اس کی کرسی مضبوط ہو۔ جیسے ہمارے دور میں بعض سیاسی لیڈروں کو دیکھا جاتا ہے کہ کرسی کی خاطر کیسے کیسے پاپڑ بیلتے اور خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

گھر کا بھیدی......

عربی مثل مشہور ہے کہ "صاحب البيت ادرى بما فيه" گھر والوں کو گھر کی زیادہ خبر ہوتی ہے۔ یزید کا حال جتنا اس کا بیٹا جانتا ہے صدیوں بعد کسی کو کیا خبر کہ یزید کے بیٹے کو مخالفین بھی نیک اور متقی مانتے ہیں، علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یزید اپنے صالح بیٹے کو ولی عہد بنا کر مرا۔ وہ بیچارہ مسلسل بیمار رہا اور اسی بیماری سے ہی وفات پائی۔ وہ باہر نکل کر لوگوں کے پاس نہیں آیا اور نہ ان کو نماز پڑھائی اور نہ امور خلافت میں دخل دیا اس کی خلافت کی مدت چالیس یوم تھی۔ بعض نے کہا دو ماہ اور بعض نے کہا ہے تین ماہ۔ اس نے اکیس برس کی عمر میں وفات پائی اور بعض نے کہا بیس سال کی عمر میں۔ اس کی نیکی کاری کی

ایک واضح دلیل یہ ہے کہ وہ آغاز خلافت میں ممبر پر چڑھا اور کہا کہ یہ خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک رسی ہے میرا باپ خلیفہ بن گیا وہ نا اہل تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے بغاوت کی تو اس کی عمر کٹ گئی اور نسل منقطع ہوگئی۔ اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں میں پکڑا ہوا ہے۔ پھر معاویہ رونے لگا اور کہا کہ سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ ہم نے اس کی بری موت دیکھی اور اس کے برے خاتمہ کا مشاہدہ کیا۔ کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی عترت کو قتل کیا اور شراب کو جائز کہا اور کعبہ کی بربادی کی۔ میں نے خلافت کا مٹھاس نہیں چکھا اس لئے اس کی تلخی کو اپنے سر نہیں لیتا۔ تم جانو اور تمہاری خلافت جانے۔ اللہ کی قسم اگر دنیا اچھی ہے تو ہمیں اس کا کچھ حصہ ملا ہے اور اگر بُری ہے تو ابوسفیان کی اولاد کے لئے یہ برائی کافی ہے جو انہوں نے دنیا حاصل کی۔ پھر معاویہ بن یزید گھر میں چھپ گیا حتیٰ کہ چالیس دنوں کے بعد وفات پائی۔ (الصواعق المحرقہ)

دوسرا اور گھر کا گواہ......

حضرت علامہ ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن العزیز ﷺ نے انصاف کیا کہ یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے شخص کو بیس کوڑوں کی سزا دی۔

آخری فیصلہ......

تمام امت مسلمہ کے علماء نے یزید کے ظالم اور فاسق ہونے کو اس لئے تسلیم کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ۶۰ھ میں شروع ہونے والی حکومت کو ساری امت کی بربادی کا باعث فرمایا اور یہ فرمایا کہ ۶۰ھ کے بعد حکمران نمازوں کو ضائع کرنے والے اور شہوت پرست ہوں گے اور جہنم کے طبقہ "غی" میں داخل ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ۶۰ھ کی حکومت کے گزند سے تمہیں بچائے اور حضرت امام حسین ﷺ کے کربلا

میں شہید ہونے کی خبر دی اور فرمایا کہ جو شخص اس وقت موجود ہو وہ حسین کی نصرت کرے۔
سیّدنا ابوہریرہ ﷛ عام لوگوں میں یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ، اے اللہ! مجھے ۶۰ھ کی حکومت کا زمانہ نہ پائے۔ تو ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوگئی وغیرہ وغیرہ۔

کوئی ہے مردمیدان ﷺ......

اب بھی ہم عام اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت میں سیّدنا امام حسین ﷛ کے جھنڈے تلے اور ان کے زمرہ میں اٹھائے، یزید پرستوں کو چیلنج ہے کہ وہ بھی برسرمیدان کھلے الفاظ میں پکاریں اور دعا مانگیں کہ ان کا حشر یزید، شمر، ابن زیاد کے ساتھ ہو اور وہ قیامت میں انہی کے ساتھ ہوں۔ ہم اہلسنّت اس دعا گو کی دعا پر سَو بار آمین کہیں گے بلکہ عوام میں ان کی اس دعا کا خوب پرچار کریں گے۔ کوئی مردمیدان فقیر کا یہ چیلنج قبول کرے تو فوراً مطلع فرمائے پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سوال :...... قاضی ابوبکر ابن العربی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور حضرت امام حسین باغی تھے، وہ اپنے نانا ﷺ کے حکم کے مطابق قتل ہوئے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

جواب :...... اگر قاضی مذکور نے اتنی بڑی جرأت کی تو اہل حق نے اس وقت اس کی خوب گوشمالی فرمائی، چنانچہ سیّدی امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ

ومن مجازنات ابن العربی الفقیه المالکی انه افتی یقتل رجل عاب لبس الاحمر لانه عاب لبسته لبسهار رسول الله ﷺ وقتل بفتاه کمافی المطائح وهذا تهورغریب واقد ام علی سفک دماء المسلمین عجیب وسیخا صمة هذا القتیل غدا دیبوء بالخزی من اعتدی ولیس ذلک باول تهوره لهذا

الفتی وجراء ته واقدامه فقد الف کتابافی شان مولانا الحسین ﷺ زعم فیه ان یزید قتله بحق بسیف جده نعوذ باللّٰه من الخذلان .

(شرح الطریقة المحمدیه ،جلد دوم،صفحه ۵۳۳)

یعنی ،ابن العربی فقیہ مالکی کی ناموزوں باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ ایک شخص نے سُرخ لباس کو بُرا کہا تو ابن العربی مذکور نے اُس شخص کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ اس نے ایسے لباس کو بُرا کہا ہے جو لباس رسول اللہ ﷺ نے پہنا ہے،تو وہ شخص ابن العربی کے اس فتویٰ پر قتل کر دیا گیا۔اسی طرح المطامح میں مذکور ہے یہ انوکھی دلیری ہے اور مسلمانوں کی خونریزی پر عجیب اقدام ہے کل قیامت کے دن یہ مقتول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ دائر کرے گا اور تجاوز کرنے والا رسوا ہوگا۔یہ ابن العربی کا فتویٰ اس کی پہلی جرأت اور دلیری اور اقدام نہیں بلکہ اس نے ہمارے مولیٰ حضرت حسین ﷺ کی شان میں ایک کتاب لکھی ہے کہ یزید نے ان کو جائز طور پر قتل کیا اور ان کے نانا کی تلوار سے ان کو قتل کیا۔ (اللہ تعالیٰ ایسے خذلان سے ہم سب کو بچائے)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ......

ایک قاضی ابوبکر بچارے کی کیا تخصیص ہے علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یزید پرستوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہو گزرا ہے جو یزید کو معبود (الٰہ) مانتا تھا۔ہم اپنے دَور کے یزید پرستوں سے اپیل کرتے ہیں کہ صرف قاضی ابوبکر کی عقیدت تک محدود نہ رہو بلکہ آگے چھلانگ لگایئے۔اگر صرف قاضی صاحب تک محدود رہنا چاہتے ہو تو پھر ہمارا جواب تمہارے لئے وہی کافی ہے جو حضرت سیّدی نابلسی قدس سرہٗ نے دیا یعنی تم بیوقوف ہو۔

ائمہ عظام وعلماء کرام ﷺ.......

صرف امام نابلسی رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر ابن العربی کے مخالف نہیں ہیں بلکہ دیگر ائمہ عظام اور علماء کرام بھی وہی کہتے ہیں جو علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

۱)......امام واقدی نے متعدد طرق سے روایت کی ہے کہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کے صاحبزادے عبداللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

واللہ ماخرجنا علیٰ یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السمآء ان رجلا ینکح امھات الاولاد والبنات ولا خوات ویشرب الخمرویدع الصلوٰۃ.

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰)

یعنی، قسم بخدا یزید سے ہم نے اس وقت ہی بغاوت کی جب ہمیں اس بات کا ڈر لگنے لگا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسیں گے۔ لوگ امہات الاولاد، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے، شراب پینے اور نماز چھوڑنے لگ گئے تھے۔

۲)......ذھبی، ابن تیمیہ کے شاگرد رشید نے لکھا:

ولما فعل یزید باھل المدینۃ مافعل مع شرب الخمرواتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ فی عمرہ.

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰)

یعنی، اور جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ ناروا سلوک کیا ساتھ ہی شراب وبدکاریوں کا دور دورہ چلایا، تو لوگ اس کے باغی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہ فرمائی۔

فائدہ :......یہ امام ذھبی کی شہادت ہے جو ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد رشید ہیں اور خود امام ابن تیمیہ یزید کے بارے میں نہایت نرم خیال ہونے کے باوجود حضرت امام حسین ﷺ

کو مظلوم وشہید اعتقاد کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

تمكن اولئك الظلمة الطغاة من سبط رسول الله ﷺ حتى قتلوه مظلوما شهيدا (الى ان قال) فان ماقصده من تحصيل الخير ورفع الشرلم يحصل منه شئ. (منهاج السنة ،جلد۲ ،صفحه ۲۴۱تا۲۴۲)

یعنی، ظالموں سرکشوں نے نواسائے رسول اللہ ﷺ پر قابو پالیا۔ یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا حالانکہ آپ مظلوم وشہید ہیں، آپ نے جو نیک مقصد کو حاصل کرنے اور یزید کے شر کو دور فرمانے کا ارادہ کیا تھا وہ کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا۔

فائدہ :......اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام حسین ﷺ کا یزید کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور اس کی ناپاک وظالم حکمرانی کو ختم کرنا آپ کا نیک مقصد تھا آپ کا قتل باغی کے طور پر نہیں مظلوم وشہید کے طور پر ہے۔ یزید ہی دراصل ظالم و باغی تھا اور وہ عامۃ المسلمین کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔

۳)......امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وقتل من قتل وبايع مسلم الناس على انهم خول ليزيد يحكم فى دمائهم و اموالهم بما شاء وانهم اعبدله قن فى طاعة الله ومعصيته.

(فتح الباری ،جلد ۱۳ ،صفحه ۶۰ تا ۶۱)

یعنی، اور اہل مدینہ کے قتل عام کے بعد بقیہ لوگوں سے مسلم بن عقبہ نے یزید کے حق میں اس بات کا عہد کر لیا کہ وہ یزید کے تابعدار رہیں گے اور یزید کو ان کے جان ومال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار ہوگا اور ہر جائز وناجائز بات میں یزید کے فرمانبردار رہیں گے۔

سوال:......جب یزید امامت وخلافت کے لئے منتخب ہو گیا تو پھر بیعت نہ کرنا بغاوت نہیں

تو اور کیا ہے؟

جواب:...... سرے سے یزید کی خلافت ہی غیر شرعی ہے تو پھر بغاوت کیسی۔ اگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کرلی تو امام حسین ﷺ نے سرے سے بیعت کی ہی نہیں تھی اس لئے کہ یزید بیعت کا اہل ہی نہیں تھا۔ ان دونوں صورتوں میں حق بجانب امام حسین ﷺ ہیں چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

واجمعوا علی ان الامامة لا تنعقد لکافر ولو طرء علیه الکفر العزل و کذا لو ترک اقامة الصلوت والدعاء الیها و کذا البدعة.

(مرقاة شرح مشکوة، جلد ۷، صفحه ۲۰۱)

یعنی، اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا امیر نہیں ہوسکتا اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے تو وہ معزول ہو گیا اور اسی طرح بادشاہ اگر نماز اور نماز کی تبلیغ چھوڑ دے اور اسی طرح وہ بدعت کا حامی ہو جائے تو وہ اپنے عہدہ سے معزول ہو چکا۔

یعنی، اس پر فرض ہوگا کہ وہ کرسی اقتدار سے الگ ہو جائے یا عامۃ المسلمین اسے زبردستی علیحدہ کرکے متبادل صالح شخص کو اپنا سربراہ ملک بنائیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وجب علی المسلمین خلعه ونصب امام عادل ان امکنهم ذلک. (ج۷، ص۲۰۱)

یعنی، اگر مسلمانوں سے ہو سکے تو ایسے سربراہ کو علیحدہ کرکے اس کی جگہ نئے صالح شخص کو سربراہ بنائیں۔

اور امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری وامام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں:

الذی علیہ العلماء فی امراء الجور انه ان قدر علی خلعه بغیر فتنة ولا ظلم وجب . (عمدة القاری، جلد ۲۴، صفحه ۱۵۹ و فتح الباری ، جلد ۱۳، صفحه ۶)

یعنی، ظالم سربراہوں کے بارے میں علماء کا فیصلہ ہے کہ اگر کسی فتنہ اور ظلم وزیادتی کے بغیر انہیں علیحدہ کرنا ممکن ہو تو انہیں علیحدہ کرنا ضروری ہے۔

یہاں دراصل صحیحین کی ایک حدیث ہے جس کی شرح میں مندرجہ بالا قول نقل کیا گیا ہے وہ حدیث یہ ہے:

وان ننازع الامر اهله الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من الله فیه برهان.

یعنی، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت سربراہ مملکت کی نافرمانی نہ کرو جب تک کہ وہ ایسے کھلے کفر ومعصیت کا اعلانیہ ارتکاب نہ کرنے لگے جس کے کفر ومعصیت ہونے کی تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے دلیل موجود ہے۔

گویا جب سربراہ مملکت اسلامیہ ایسے کھلے کفر ومعصیت کا اعلانیہ مرتکب پایا جائے جس کے کفر ومعصیت ہونے پر کتاب وسنت کی روشنی میں دلیل موجود ہو تو ایسے سربراہ مملکت کو ہٹانا اور اس کی سول نافرمانی ضروری ہے، چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کی بیعت نہ کر کے اس حدیث پر عمل فرمایا۔

سوال:...... بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ **اول جیش من امتی یغیر مدینة قیصر مغفور لهم.** یعنی، میری امت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ کا جہاد کرے گا ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

فائدہ :...... مہلب نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ یزید خلیفہ برحق تھا کہ وہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کا سردار اور امیر تھا۔ اس لئے وہ بھی مغفور ہوا تو اس کا جنتی ہونا ثابت ہو گیا تو جنتی کی خلافت کو کیونکر ناجائز کہا جا سکتا ہے؟

نوٹ:...... یزید پرستوں کے ہاں صرف یہی روایت اور مہلب کا استدلال ہے اور بس۔ اس حدیث کے جوابات اور تحقیق فقیر نے ''شرح حدیث قسطنطنیہ'' میں لکھ دی ہے، مختصر جوابات آتے ہیں۔

یادر ہے کہ جب مہلب بنوامیہ کا فرد ہے، وہ قومی تعصب کی بنا پر زبردستی سے یزید کو اس حدیث سے جنتی ثابت کر رہا ہے۔ محدثین میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے یہ نتیجہ نہیں نکالا، بلکہ محدثین نے مہلب کے اس استنباط کو غلط قرار دیا ہے۔ جیسا کہ تفصیل آتی ہے۔

جواب:...... حدیث شریف میں ہے:

عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم قال لاتمس النار مسلماً رانی اورائی من رانی۔ (رواہ الترمذی . مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۵۴)

یعنی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، کسی ایسے مسلمان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی دوزخ میں نہیں جائے گا اس پر ہمارا سوال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جو لوگ مرتد ہو گئے تھے اور ارتداد کی وجہ سے قتل کئے گئے تھے کیا وہ دوزخ میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ تو معترض یقیناً یہ جواب دے گا کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تھے وہ جہنّم میں ضرور داخل ہوں گے اور ہمیشہ کے لئے جہنّم میں معذب (عذاب میں) رہیں گے۔ پھر اس سے پوچھیں گے کہ حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور تم کہتے ہو کہ بعض لوگ مرتد ہو گئے وہ دوزخ میں ضرور داخل ہوں گے تو تمہارا فتویٰ حدیث کے خلاف ہوا۔ لامحالہ مخالف مجبور ہو کر کہے گا کہ جس نے مرتے دم تک اپنے ایمان کو محفوظ رکھا دوزخ میں داخل نہیں ہوگا، بخلاف ان لوگوں کے جو مرتد ہو گئے کہ انہوں نے مرتے دم تک اپنے ایمان کو محفوظ نہیں رکھا۔ اسی لئے وہ جہنّم

میں داخل ہوں گے۔

حدیث قسطنطنیہ اور یزید ......

مجاہدین قسطنطنیہ کو جن صفات کی بنا پر مغفور لھم کا انعام ملا، کیا ان صفات کو یزید نے مرتے دم تک محفوظ رکھا ہے۔

ہم نے دلائل سے لکھ دیا کہ یزید کے کرتوت دوزخیوں کے ہیں نہ کہ جنتیوں کے۔

مزید بر یزید ......

حیرانی ہے کہ مخالفین یزید کی محبت میں اتنے اندھے ہیں کہ کہتے ہیں یزید خلیفہ برحق تھا۔

بقول مخالفین ......

بھلا حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے گیا تھا اس وقت تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔ ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت تا حیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ اسی لئے امام برحق جناب حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کو تفویض کی تھی۔ اس لشکر والوں کی بخشش ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور جنتی ہو۔

دوزخی جوان ......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ علاوہ ازیں یزید کے کرتوت نہایت ہی گندے تھے۔ بالخصوص بادشاہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔ اہل بیت کی اہانت۔ مروی ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک آیا تو مردود کہنے لگا، میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی

کی۔ حرم محترم میں گھوڑے باندھے۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی، ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے۔ امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے خوش ہوا اور راضی تھا۔ اور اہلبیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس کے دوزخی ہونے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی علمائے کرام کی مختلف آراء ہیں۔

☆..... کردار کا کیا حال تھا کہ پناہ بخدا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یزید نفسانی خواہش کا پورا مجسم تصویر تھا۔ تقویٰ کے بجائے فسق و فجور اس کی عادت بن گئی تھی۔ راہ حق میں جان قربان کرنے کی بجائے اخیار و ابرار کی جان ستانی اس کا مرغوب مشغلہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت کی بجائے نبوت کے گھرانے سے انتہائی عداوت و بغض رکھتا تھا بلکہ نبی اکرم ﷺ کی رضا کو اپنا مقصد بنانے کی بجائے وہ تمام امور انجام دیئے جو آپ کی ناراضگی کا باعث تھے جیسے اہل مدینہ کو قتل کرانا وغیرہ، شراب نوشی اور زنا کاری سے بچنے کی بجائے ان جرائم کا بے باکانہ ارتکاب کرنا۔ جفاکشی کی بجائے عیش و آرام کا دلدادہ تھا۔ میدان جہاد میں نمازوں کو قائم رکھنے کی بجائے گھر میں نمازوں کو ضائع کرتا تھا۔ رات کی عبادت گزاری کی بجائے اس کی راتیں شراب نوشی اور زنا کاری میں بسر ہوتیں۔ اکثر اس کی یہ عادتیں احادیث نبویہ سے ثابت ہیں۔ امت مسلمہ کے تمام محدثین، مفسرین، متکلمین، فقہا اس کے فسق و فجور پر متفق ہیں۔ البتہ بعض علماء نے اس کا کفر بھی ثابت کیا ہے۔

☆..... بہر حال یزید کی فضیلت پر ذرہ بھر حدیث شریف سے کوئی دلیل نہیں۔ اس کی اس حدیث سے فضیلت کی کیا تخصیص ہے اس طرح سے تمام نیکی کرنے والے قطعی جنتی ہوں اور اس کے لئے مغفور لہ کی بھی خصوصیت نہیں کیونکہ کسی خاص عمل کی بناء پر مغفور لہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس عمل سے پہلے جس قدر گناہ کئے تھے وہ اس عمل کی وجہ سے معاف کر دیئے

جائیں گے اس عمل صالح کے بعد جو گناہ کرے گا ان کی معافی کا کوئی وعدہ نہیں۔ کیونکہ ایسا کوئی عمل صالح نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد عامل کو ہر قسم کے گناہ کرنے کی اجازت ہو۔

☆......یزید نے اگر صدق واخلاص سے قسطنطنیہ کے جہاد میں شرکت کی تو اس کے سابق گناہ بخش دیئے گئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو اس جہاد کے بعد چھٹی ہوگئی کہ تم جس قسم کے گناہ آئندہ کرتے رہو گے وہ سب معاف ہوتے رہیں گے۔

☆......علاوہ ازیں قسطنطنیہ کی جنگ بھی امیر معاویہ ؓ کے دور خلافت میں عرصہ دراز پہلے ہوئی تھی پھر جب اس نے بادشاہی پر قبضہ کیا اور اپنے دور میں وہ سب گناہ کیے جن کی نبی اکرم ﷺ نے خبر دی تھی، تو یہ سب گناہ کس طرح معاف ہو سکتے ہیں، جب کہ نبی کریم ﷺ نے ۶۰ھ کے بعد حکمران کے بدکردار اور جہنمی ہونے کی خبر دی ہے۔

غزوہ قسطنطنیہ میں یزید امیر نہیں بھگوڑا ہے......

مورخین کا جہاد قسطنطفیہ کے امیر جیش سے اختلاف ہے بعض مورخین نے یزید کا امیر جیش ہونا بیان کیا ہے اور بعض نے سفیان بن عوف کا امیر ہونا بیان کیا ہے، ابن اثیر نے سفیان بن عوف کا امیر ہونا جو بیان کیا ہے وہی صحیح ہے بلکہ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ جہاد میں یزید کی شرکت مجبوراً بلکہ سزا کے طور پر تھی، چنانچہ ابن اثیر نے کہا ہے۔

وفی هذا السنة وقيل سنة خمسين سير معاويه جيشا كيثفاً الى بلا د الروم للغزاة وجعل عليهم سفيان بن عوف وامر ابنه يزيد بالغزاة معهم فتثاكل واعتل فامسک عنه ابوه فاضاب الناس فی غزاتهم جوع ومرض شديد فانشأ يزيد يقول.

ع۔ ماان ابالی بمالاقت حموعهم بالفرقد وفة من حمی ومن حرم. اذا

اتکات علی الا نهاء مرتفعاً بریرمران عندی ام کلثوم. ام کلثوم امرأته وهی ابنته عبداللّٰه بن عامر فبلغ معاویة شعره فاقسم علیه لیلحقنه فسفیان فی ارض الروم لیحیبه مااصاب الناس . (ابن اثیر، جلد۳، صفحہ۱۹۷)

یعنی، اس سال میں اور بعض نے کہا ۵۰ھ میں معاویہ نے بلادِ روم کی طرف جہاد کے لئے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر سفیان بن عوف کو بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا تو یزید بیٹھ رہا اور حیلے بہانے کئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے بھیجنے سے رک گئے۔ اس لشکر میں لوگوں پر بھوک اور بیماری کی مصیبت آئی تو یزید نے خوش ہو کر یہ شعر پڑھا، مجھے پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر یہ بخار و تنگی کی بلائیں ممکن فرقدونہ میں آپڑیں۔ جب کہ میں مقام دیرمرآن میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے۔ ام کلثوم کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہوں۔

ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر یزید کی بیوی تھی، یزید کے یہ اشعار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک جا پہنچے تو قسم کھائی کہ اب میں یزید کو اس جہاد میں سفیان بن عوف کے پاس روم کی سرزمین میں ضرور بھیجوں گا تا کہ اسے بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو وہاں کے لشکر والوں کو مل رہا ہے۔

یعنی، معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بے انتہا عیش وعشرت دیکھی تو یزید کو سزا کے طور پر اس لشکر میں بھیج دیا کہ وہاں جا کر اس کو مصائب کا حصہ ملے اور اس کی عیش پرستی کم ہو۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۵۰ھ سے پہلے قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا کوئی حملہ نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ پہلی لڑائی ہے۔

علاّمہ ابن اثیر نے حقائق سے پردہ ہٹا دیا اور اصل بات کو بے نقاب کر دیا کہ قسطنطنیہ کا جہاد کرنے والا پہلا لشکر سفیان بن عوف کی ماتحتی میں چلا گیا۔ یزید اس میں موجود نہیں تھا،

مسلمانوں پر بھوک اور سخت بیماری کے پہاڑ گر رہے تھے اور یزید دیر مرآن میں تعیش اور ام کلثوم کی ہمبستری کے مزے لے رہا تھا پھر وہ سزا کے طور پر بھیجا گیا۔ اب کیا کوئی دانشمند یہ بات کہہ سکتا ہے کہ اس لشکر کے لئے جو مغفرت کا وعدہ ہے اس میں یزید بھی شریک ہے کیا مغفرت ان لوگوں کے لئے ہے جن پر مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں یا اس کے لئے جو سرسبز وشاداب مقام پر ہمبستری کے مزے اڑا رہا ہے کہ مجھے ان مسلمان مجاہدین کے مصائب وشدائد کی کوئی پروا نہیں۔

سوال:...... عن ابن عمر انه لما خلع اهل المدينة يزيد جمع حشمه وولده وقال انى سمعت رسول الله ﷺ يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيمة وانا قد بايعنا هذا الرجل علىٰ بيع الله ورسوله وانى لا اعلم غدوا اعظم من ان نبايع رجلا علىٰ بيع الله ورسوله ثم ننصب له القتال. (رواه البخاری)

یعنی، جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑی تو ابن عمر ﷛ نے اپنی اولاد کو اور اپنے غلاموں کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر عہد شکن کا جھنڈا نصب کیا جائے گا اور ہم اس شخص سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کر چکے ہیں اور اس سے بڑی عہد شکنی اور کوئی نہیں جانتا کہ ہم ایک شخص سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کریں پھر اس سے لڑیں۔

فائدہ:...... بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر ﷛ یزید کی بیعت کو اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کا نام دے رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ یزید خلیفہ برحق تھا اس لئے حضرت امام حسین پاک کا خروج ناجائز ثابت ہوا۔

جواب نمبرا:...... حضرت ابن عمر اور حضرت حسین پاک ﷛ کی صورتیں مختلف ہیں۔ حضرت

ابن عمر ﷺ تو یزید کی بیعت کر چکے تھے پھر اس بیعت کو توڑنے اور اس سے لڑنے کو ناجائز قرار دے رہے ہیں کہ یہ عہد شکنی ہے۔اس کے برخلاف حضرت حسین پاک ﷺ نے تو روز اوّل سے یزید کو خلیفہ تسلیم ہی نہیں کیا۔حضرت حسین پاک ﷺ کا لڑنا کو عہد شکنی نہیں تھی جس کے توڑنے یا نہ توڑنے کا سوال پیدا ہو۔

جواب نمبر۲:...... حضرت ابن عمر ﷺ کا یزید کی بیعت کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ و ﷺ) کی بیعت کہنا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر ﷺ گوشہ نشین عابد تھے وہ کسی کی غیبت نہیں سنتے تھے ان کو یزید کے فسق و فجور کا تفصیلی علم نہیں تھا اس لئے یزید کو خلیفہ مان رہے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو یزید کی خباثتیں معلوم ہوں لیکن بیعت کر بیٹھنے کے بعد خلع کو ناجائز جانتے ہوں۔کیوں کہ آپ مجتہد تھے مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے اور مخطی بھی۔

ایسے ہی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لیا جاتا ہے مشاہیر تابعین کا ان کی وجوہ یہی تھیں۔نہ یہ کہ وہ یزید کو امام برحق سمجھتے تھے بلکہ دل سے ہماری طرح یزید اور یزیدیوں کو بُری مخلوق سمجھتے تھے اور برملا ان کی مذمت کرتے۔چنانچہ خود حضرت ابن عمر ﷺ کی روایت ملاحظہ ہو:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعم فرماتے ہیں۔میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے سُنا، جب آپ سے ایک شخص نے محرم کے متعلق پوچھا، شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ یہ پوچھا، کیا محرم (یعنی احرام پہنا ہوا شخص) مکھی مار سکتا ہے؟ تو فرمایا:

قال اهل العراق یسئالونی عن الذباب وقد قتلوا ابن رسول الله ﷺ وقال رسول الله ﷺ هما ریحانی من الدنیا. (بخاری ومشکوٰۃ)

یعنی، عراقیو! مجھ سے مکھی کے متعلق پوچھتے ہو اور رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے بیٹے

کو قتل کر چکے ہو۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

مزید سوالات و جوابات فقیر کی کتاب ''شرح حدیث قسطنطنیہ'' (مطبوعہ، قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) کا مطالعہ کیجئے۔

ہذا آخر ما رقمہ قلم الفقیر القادری

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ۔ ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ یوم الجمعۃ المبارک ۵ بجے شام

☆☆☆

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ اسلامی کتب کا مرکز

محکم دین سیرانی روڈ بیرون سیرانی مسجد بہاول پور

رابطہ نمبر: 0321-6820890 اور 0300-6830597

ادارہ تالیفات اویسیہ